ستمبر ۲۰۰۷ء
شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل (کراچی)

ماہنامہ
معارفِ رضا
کراچی

مسلسل اشاعت کا ستائیسواں سال
جلد:۲۷ شمارہ:۹
شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ/ستمبر ۲۰۰۷ء

ہدیہ فی شمارہ: -/25 روپے
سالانہ: عام ڈاک سے: -/200 روپے
رجسٹرڈ ڈاک سے: -/350 روپے
بیرونِ ممالک: -/15 امریکی ڈالر سالانہ

نوٹ

دائرے میں سرخ نشان ممبر شپ ختم ہونے کی علامت ہے۔
زرِ تعاون ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

رقم دستی یا منی آرڈر/بینک ڈرافٹ بنام "ماہنامہ معارفِ رضا" ارسال کریں، چیک قابلِ قبول نہیں۔
ادارہ کا اکاؤنٹ نمبر: کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 45-5214-حبیب بینک لمیٹڈ، پریڈی اسٹریٹ برانچ، کراچی۔

نوٹ: ادارتی بورڈ کا مراسلہ نگار/مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

25۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر، پوسٹ بکس نمبر 7324، جی پی او صدر، کراچی 74400۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان
فون: +92-21-2725150 فیکس: +92-21-2732369
ای میل: mail@imamahmadraza.net ویب سائٹ: www.imamahmadraza.net

(پبلشر مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل سے شائع کیا۔)

فہرست

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا

کلام الامام، امام الکلام مولانا امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا

فرش والے تیری شوکت کا عُلو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب
سچے سورج وہ دل آرا ہے اجالا تیرا

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

خوار و بیمار و خطاوار و گنہ گار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

میری تقدیر بُری ہو تو بھلی کردے کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا

تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضؔا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو

نذرانۂ عقیدت: مبلغِ اعظم حضرت علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی* رحمہ اللہ تعالیٰ

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو
قسیمِ جانِ عرفاں اے شہِ احمد رضا تم ہو

جو مرکز ہے شریعت کا مدار اہلِ طریقت کا
جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاولیاء تم ہو

یہاں آکر ملیں نہریں شریعت اور طریقت کی
ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو

حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ
جو قبلہ اہلِ قبلہ کا ہے وہ قبلہ نما تم ہو

عیاں ہے شانِ صدیقی تمہاری شانِ تقویٰ سے
کہوں اتقیٰ نہ کیونکر جب کہ خیر الاتقیا تم ہو

جلال و ہیبتِ فاروقِ اعظم آپ سے ظاہر
عدو اللہ پر اک حربۂ تیغِ خدا تم ہو

اشداء علی الکفار کے ہو سر بسر مظہر
مخالف جس سے تھرائیں وہی شیرِ وغا تم ہو

تمہیں نے جمع فرمائے نکات و رمزِ قرآنی
یہ ورثہ پانے والے حضرت عثماں کا تم ہو

خلوصِ مرتضیٰ، خلقِ حسن، عزمِ حسینی میں
عدیم المثل یکتائے زمن اے باخدا تم ہو

تمہیں پھیلا رہے ہو علمِ حق اکنافِ عالم میں
امامِ اہلِ سنت، نائبِ غوث الوریٰ تم ہو

علیمِ خستہ اِک ادنیٰ گدا ہے آستانہ کا
کرم فرمانے والے حال پر اس کے شہا تم ہو

* خلیفۂ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں، والد ماجد قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہم اللہ رحمۃً واسعۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپنی بات

شرفِ ملت کی رحلت

زوالِ علم و ہنر مرگِ ناگہاں اُس کی

مدیر اعلیٰ صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری کے قلم سے

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ "جب بندہ رضائے الٰہی کی نیت سے خاکسار بن جاتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس دانائی کی وجہ سے اسے بلند کر دیتا ہے اور دنیا اس سے کہنے لگتی ہے: اونچا ہو جا، اونچا ہو جا، خدا تجھے اونچا کرے! وہ خود اپنی نگاہ میں تو چھوٹا ہوتا ہے مگر دوسروں کی نگاہ میں بڑا بن جاتا ہے۔

(العلم والعلماء، اردو ترجمہ جامع البیان العلم والفضلاء، ص: ۱۰۰، ناشر ادارۂ اسلامیات، لاہور، ۱۹۷۷ء)

شرفِ ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ کو جن لوگوں نے قریب سے دیکھا ہے وہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ یہ قول ان کی شخصیت پر پوری طرح صادق آتا ہے۔ حیف! صد حیف! کہ آج یہ عظیم شخصیت بھی ہم سے جدا ہوگئی۔ گذشتہ تین چار ماہ کے درمیان کیسی کیسی صاحب علم وتقویٰ شخصیات ہم سے رخصت ہوگئیں۔ باقیات الصالحات صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا غلام یٰسین امجدی (کراچی) اللہ کو پیارے ہوگئے [۱۵ر جولائی ۲۰۰۷ء]، نبیرۂ استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں، صدر العلماء حضرت علامہ تحسین رضا خاں (بریلی شریف) ایک حادثے میں شہید ہو کر آغوشِ رحمت الٰہی میں پہنچ گئے [۳ر اگست ۲۰۰۷ء]، سلطان الواعظین حضرت علامہ ابو النور بشیر (کوٹلی، لوہاراں) واصل بحق ہوگئے [۴ر اگست ۲۰۰۷ء] اور اب شرفِ ملت ماہرِ رضویات علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رضوی (لاہور) زیر سایۂ رحمتِ حق راہیِ ملکِ عدم ہوئے [یکم ستمبر ۲۰۰۷ء]۔ رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

کوہِ اندوہِ فراقت بچہ حیلت بکشد
حافظِ خستہ کہ از نالہ تنش چوں نالیست

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری ابن مولوی اللہ دتا ابن صوفی نور بخش رحمہم اللہ، ۲۴ر شعبان ۱۳۶۳ھ/۱۳ر اگست ۱۹۴۴ء کو مرزا پور، ضلع ہوشیار پور، مشرقی پنجاب، ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں اپنے والدین کے ساتھ لاہور منتقل ہوگئے اور زندگی کے آخری ایام تک یہ ہی آپ کا مسکن رہا۔

۱۹۵۵ء میں پرائمری تعلیم سے فراغت کے بعد علومِ دینیہ کی تکمیل کے لیے آپ نے بالترتیب جامعہ رضویہ فیصل آباد (۱۹۵۵ء۔۱۹۵۷ء)، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور (۱۹۵۸ء۔۱۹۶۱ء) اور جامعہ امدادیہ مظہریہ (۱۹۶۱ء۔۱۹۶۴ء) میں اپنے وقت کے جلیل القدر اساتذۂ کرام مثلاً استاذ الاساتذہ حضرت علامہ عطا محمد چشتی بندیالوی، شارح بخاری علامہ مولانا غلام رسول قادری رضوی، مناظر اسلام حضرت علامہ اشرف سیالوی، علامہ مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہم الرحمہ سے تکمیلِ درسِ نظامی کی۔

طریقت میں آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کے شیخ مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا ابو البرکات سید احمد قادری علیہ الرحمۃ سے شرف بیعت اور سندِ خلافت واجازت رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ کو تصوف، علومِ اسلامیہ، فقہ، اصولِ فقہ، حدیث، اصولِ حدیث، تفسیر وغیرہ میں حجازِ مقدس، مصر جامعہ ازہر شریف، بلادِ عرب اور برصغیر پاک وہند کے ستر (۷۰) سے زیادہ اجل علماء سے اسناد واجازات حاصل تھیں جس کی تفصیل علامہ مرحوم کی کتاب "الجواہر الغالیہ من الاسانید العالیہ" میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

علمی خدمات:

موصوف ایک صاحبِ طرز ادیب اور عربی وفارسی اور اردو میں سو

سے زیادہ کتب و مقالات و حواشی کے مصنف ہیں۔ حسنِ تحریر آپ کے تحریر شدہ ایک ایک جملے سے جھلکتا ہے۔ مقصدیت، بے تکلفی، سادگی، سلاست و روانی، جدت و تنوع اور اختصار و ایجاز آپ کی تحریر کی خصوصیات ہیں۔ آپ نے بلادِ مصر جامعہ از ہر شریف، انگلینڈ اور ہندوستان کے متعدد تعلیمی و تبلیغی دورے کیے اور علمی مجلسوں اور کانفرنسوں میں اردو اور عربی میں مقالے پڑھے۔ آپ کی علمی خدمات کو سراہتے ہوئے آپ کو متعدد اسناد اور تمغوں سے نوازا گیا۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کی علمی خدمات کے اعتراف میں سب سے پہلے اس ادارہ نے ۱۹۹۱ء میں آپ کو ایک گولڈ میڈل پیش کیا تھا۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا سے ان کو خاص لگاؤ تھا۔ امام احمد رضا کانفرنس منعقدہ کراچی، اسلام آباد، لاہور کی اکثر نشستوں میں آپ نے بطورِ مقالہ نگار یا مہمانِ خصوصی شرکت فرمائی ہے۔ کانفرنس کی تیاری، مقالہ نگار حضرات کے انتخاب اور اشاعتِ کتب میں مفید تجاویز سے نوازتے رہتے تھے۔

دین و مذہب اور مسلک و مشرب میں استقامت کے باوجود ان کی تحریرات، رواداری، تحمل، بردباری اور وسیع القلبی کا مظہر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تحریر دل پذیر ہونے کے ساتھ اثر انگیز بھی ہے۔

ان کا شمار وقت کے بہترین اساتذہ میں ہوتا تھا۔ بے شمار درسی کتب پر ان کے حواشی برصغیر (پاک و ہند، بنگلہ دیش) کے مدارسِ دینیہ میں بطور نصاب پڑھائے جاتے ہیں۔ وہ تعلیم کے معاملے میں مقصدیت کے قائل تھے۔ درسی کتب کی تعلیم و تفہیم کے ساتھ ساتھ طلبہ کی تربیت اور کردار سازی پر زور دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے ۳۳ سالہ دورِ تدریس میں نظریاتی افراد کی ایک عظیم الشان جماعت تیار کی جو عالمِ باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ آج ملت اسلامیہ کے لیے مستقبل کا ایک عظیم سرمایہ بھی ہے۔

برصغیر میں آپ کی شخصیت ان معدودے چند علماء میں شمار ہوتی ہے جو غیر عرب ہوتے ہوئے بھی فصیح و بلیغ جدید عربی بولتے اور لکھتے تھے اور جن کی عربی تصانیف و تالیفات کو بلادِ مصر اور دیارِ عرب میں علماء اور جامعات کے اساتذہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ ایک ماہرِ رضویات بھی تھے۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ دورِ جدید کے اہلِ سنت کے علماء میں وہ پہلے مذہبی اسکالر ہیں جنہوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدثِ بریلوی قدس سرہٗ کی علمی خدمات اور اہلِ سنت کے عقائد و معمولات پر عربی زبان میں متعدد کتب تحریر کیں اور علمائے بلادِ مصر اور دیگر دیارِ عرب میں انہیں متعارف کرایا جبکہ اردو میں بھی ان موضوعات پر بیسیوں کتب تصنیف کر چکے ہیں۔ علمائے اہلِ سنت میں انہیں اس اعتبار سے بھی افضلیت حاصل ہے کہ عقائد، سیر، تاریخ وغیرہ کے موضوعات پر لکھی گئی عرب علماء کی نصف درجن سے زیادہ تصانیف کا اردو زبان میں ترجمہ کیا اور پھر اسے زیورِ طباعت سے آراستہ کر کے پورے ملک میں پھیلا دیا۔ یہی نہیں، آپ کی متعدد عربی و اردو تصانیف ہندوستان سے بھی شائع ہوئی ہیں، نیز بنگلہ دیش میں بنگالی زبان میں ترجمہ ہو کر اشاعت پذیر ہوئی ہیں۔ اس بات سے شرفِ ملت کی نگارشات کی مقبولیت اور معیار و مرتبہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ آپ کی ہمہ جہت شخصیت اور علمی، دینی و ادبی خدمات اس قدر اہم اور متنوع ہیں کہ ان پر پی۔ ایچ۔ ڈی کی تھیسس لکھی جا سکتی ہے۔

آپ نے اپنی تمام زندگی حُبِّ الٰہی اور عشقِ رسول ﷺ کی آبیاری اور اسوۂ حسنہ کی پیکر تراشی میں بسر کی۔ خود آپ کی ذات میں عشقِ رسول ﷺ رچا اور بسا ہوا تھا۔ آپ کا کردار اسوۂ حسنہ کا خوبصورت آئینہ تھا۔ اپنے سخت ترین مخالفین کے تند و دُرشت لہجے کے جواب میں آپ نے کبھی اخلاق و مروت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا اور نہایت متانت و تحمل سے بدلائل اپنا مدعا بیان کیا، گویا ؏

کمالِ صدق و مروت تھی زندگی ان کی

راقم السطور اس موقع پر ان کی اعلیٰ ظرفی، تحمل و برداشت، عفو و درگزر اور اعلیٰ اخلاقی قدروں کی پاسداری کے دو واقعات بیان کرنا مناسب جانتا ہے جس کا وہ چشم دید گواہ ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ کے ترجمۂ قرآن کریم کنز الایمان کے بعض آیات کے ترجمے اور فقہی مسائل میں ان کے بعض فقہی فیصلوں سے متعلق پاکستان کے

ایک محقق کو سخت اختلاف تھا لیکن اس علمی اختلافات کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اور دیگر سلف صالحین اور اکابرینِ امت کے خلاف محقق موصوف کا لب ولہجہ نہایت درشت بلکہ توہین آمیز تھا اور دوسری جانب اپنے علمی قد وقامت اور دلائل کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ ''ہم چو منے دیگر ے نیست''۔ شرف ملت کو ان کا یہ انداز پسند نہیں تھا۔ وہ ان صاحب کو نہایت متانت، اخلاص اور محبت کے ساتھ رجوع کی تلقین کرتے رہے جس کے نتیجے میں محقق مذکور نے شرف ملت کے خلاف بھی معاندانہ طرزِ تخاطب اختیار کیا لیکن علامہ شرف قادری علیہ الرحمہ نے ان کے اس غلط رویے کا کوئی اثر نہ لیا اور اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان سے حسنِ سلوک کا برتاؤ جاری رکھا اور محبت، اخلاص وحکمت کے ساتھ موعظت فرماتے رہے جس کا اثر یہ ہوا کہ آخر کار محقق صاحب اپنی بعض تحاریر سے رجوع پر آمادہ ہوگئے۔

اسی طرح رضویات کی نشر واشاعت کے حوالہ سے ملک کی ایک معروف شخصیت سے علامہ مرحوم ومغفور کا کسی بات پر تنازعہ ہوگیا یہاں تک کہ معاملہ ذاتیات تک پہنچ گیا۔ انہوں نے علامہ شرف قادری علیہ الرحمہ کے ساتھ انتہائی ہتک آمیز اور معاندانہ برتاؤ کیا اور طرح طرح کی الزام تراشیاں کی لیکن آفرین ہے شرف ملت پر کہ انہوں نے نہایت صبر وتحمل، بردباری اور عفو ودرگزر سے کام لیا اور تادمِ واپسیں تحریراً یا قولاً ان کے خلاف کوئی غلط الفاظ استعمال نہیں کیے۔ جب بات نکلتی تو یہی کہتے کہ ''وہ غلط فہمی کی بنیاد پر فقیر پر اتہامات لگاتے ہیں۔ اگر وہ تحمل اور ٹھنڈے مزاج کے ساتھ میری اور میرے مخلصین کی معروضات سن لیتے تو یہ نزاع کب کا ختم ہوگیا ہوتا۔ بہرحال میں تادم زیست ان کے لیے دعاگوں رہوں گا کیوں کہ انہوں نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اور اہلِ سنت کے دیگر اکابر علماء کی کتب کی اشاعت کے لیے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔''

آپ کی ۳۵ سالہ تدریسی زندگی کے ۲۵ سال پاکستان کی معروف دینی درسگاہ جامعہ نظامیہ، لاہور میں گذرے۔ ۲۰۰۳ء میں خرابیٔ صحت کی بنا پر آپ نے علیحدگی اختیار کرلی لیکن آخری سانس تک تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری رہا۔ عمر کے آخری ایام (فروری ۲۰۰۷ء) میں قرآن کریم کا اردو ترجمہ مکمل کرلیا جو اب طباعت کے لیے تیار ہے۔۔ بروز ہفتہ، ۱۸ رشعبان المعظم ۱۴۲۸ھ/ یکم ستمبر ۲۰۰۷ء، دن کے دس بجے کلمہ و درود وسلام پڑھتے ہوئے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اغفرلہ ورحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

شرف ملت علیہ الرحمۃ کے ادارہ کے سرپرست اعلیٰ مسعودِ ملت ماہرِ رضویات علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب قبلہ سے بڑے مخلصانہ بلکہ عقید تمندانہ تعلقات تھے۔ راقم السطور سے بھی حضرت علامہ مرحوم کے گزشتہ تقریباً ۲۵ سال سے اخلاص ومحبت کے تعلقات تھے۔ حضر وسفر دونوں میں ان کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ستمبر ۱۹۹۹ء میں پندرہ روزہ سفر قاہرہ میں ہم دونوں ساتھ رہے اور یہ رضویات کے حوالہ سے ایک یادگار سفر تھا۔ اس سفر میں حضرت علامہ کے شخصی اور ذاتی کردار کے بہت سے روشن پہلو مشاہدے میں آئے۔ جامعہ نظامیہ لاہور میں متعدد بار اس ناچیز کو علامہ شرف قادری علیہ الرحمۃ کے حجرے میں قیام کا موقع ملا۔ اسی طرح راقم کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ شرف ملت نے تقریباً تین بار کراچی میں فقیر کے غریب خانے پر قیام فرمایا۔ جب آپ نے مکتبۂ قادریہ، لاہور میں قائم کیا تو ان کے ساتھ لین دین کا بھی معاملہ رہا۔ بلاشبہ وہ معاملات کے کھرے وعدے کے سچے درویش منش، تقویٰ شعار، منکسر المزاج اور اعلیٰ اخلاقی کردار کے مالک تھے۔ گویا اس دور فتنہ وفساد میں جس میں عوام تو عوام، علماء کی اکثریت مبتلا نظر آتی ہے، آپ صحیح معنوں میں عالم باعمل تھے۔ آپ کی رحلت سے ہم ایک جید عالم باعمل سے محروم ہوگئے اور ان کے نقصان سے جو خلا پیدا ہوا ہے، وہ مدتوں بھرتا ہوا نظر نہیں آتا۔ آپ کے وصال کی خبر برصغیر پاک وہند وبنگلہ دیش میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ خود راقم نے بریلی شریف میں علامہ محمد حنیف خان رضوی دامت برکاتہم العالیہ، بنارس میں مولانا نظام الدین اور بنگلہ دیش میں علامہ ڈاکٹر سید ارشاد احمد بخاری کو آپ کے سانحۂ ارتحال کی اطلاع دی۔ بعد میں یہ خبر ملی کہ بریلی شریف، مبارکپور، بنارس، ممبئی، دہلی، کلکتہ، دیناجپور، ڈھاکہ، چٹاگانگ، ان تمام جگہوں پر دینی مدارس اور اداروں میں حضرت کے ایصالِ ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی۔ فاضل

نوجوان مولانا اسلم رضا قادری وقتِ وصال حضرَ مَوْت، یمن میں تھے۔ وہاں کے معروف پیرِ طریقت فضیلۃ الشیخ الحبیب عمر بن حفیظ کی خانقاہ و دارالعلوم میں جتنے بھی مریدین وطلباء تھے، انہوں نے حضرت کی روح کو ایصالِ ثواب کیا۔ اسی طرح قاہرہ اور نیپال میں بھی آپ کے لیے تعزیتی اجلاس ہوئے اور فاتحہ خوانی کی گئی۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے مرکزی دفتر کراچی اور اسلام آباد دفتر میں بھی شرفِ ملت کے ایصالِ ثواب کے لیے فاتحہ خوانی ہوئی۔ ہندوستان، پاکستان کے متعدد اخبارات میں آپ کے انتقال کی خبریں شائع ہوئیں۔ علامہ محمد حنیف خاں رضوی نے صدر العلماء حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ پر "تجلیاتِ رضا" کا 650 صفحات پر مشتمل خصوصی شمارہ شائع کیا ہے۔ اس میں بھی شرفِ ملت کے حوالہ سے تعزیتی مضمون شائع ہوئے ہیں۔ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے سرپرستِ اعلیٰ اور تمام اراکین ان کے صاحبزادگان بالخصوص علامہ ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری (اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، فیصل آباد اسلامی یونیورسٹی) سے خصوصی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور علامہ ڈاکٹر ازہری اور آپ کی دیگر صوری ومعنوی اولاد کو آپ کے فکر ومشن کو آگے بڑھانے کی توفیق رفیق اور ہمیں ان کا نعم البدل عطا فرمائے! آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

سلام اللّٰہ ما کرّ اللّیالی
علی ملک المکارم والمعالی
علی وادی الاراک ومن علیہا
ودار باللّوی فوق الرمالی
دعائے گوئے غریبانِ جہانم
واذعوا بالتواتر والتوالی
منال اے دل کہ در زنجیر زلفش
ہمہ جمعیت است آشفتہ حالی
(حافظ)

.... xxx ....

مادہ ہائے سنِ وصال

شرفِ ملت حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ

از: علامہ مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی

۱۴۲۸ھ

- طوبیٰ، ان المتقین فی جنت ونعیم
- غریقِ حبِّ حق
- بندۂ الٰہ، قادری رضوی
- عالم، محافظِ مسلکِ حق
- محبِّ حکیم مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری
- علامہ، فہیم علومِ رضا
- وجودِ شرف، رحمۃ اللہ علیہ
- آں مجاہدِ مسلکِ حق اہل سنت وجماعت
- احوالِ شرف، ترجمانِ حق

۲۰۰۷ء

- تابعِ دین، ان اللہ عندہ اجر عظیم
- معلّمِ اسلام، ترجمانِ رضا
- جید، عاشقِ اعلیٰ حضرت
- اُو، عاشقِ غوثِ پاک
- جلیل القدر سنّی حنفی قادری رضوی

یاحبیبی الودع ویارفیقی الفراق

مولانا محمد منشا تابش قصوری*

ہو بیاں کیا مجھ سے شان و شوکتِ عبد الحکیم
اہل علم و قلم میں ہے شہرتِ عبد الحکیم

اسوۂ حسنہ رسولِ پاک پر تھے گامزن
عاملِ شرع مبیں تھے حضرتِ عبد الحکیم

زہد و تقویٰ و طہارت آپ کا معمول تھا
اس طرح تھی دین سے کچھ رغبتِ عبد الحکیم

علمائے اہل سنت میں تھا ان کا اک مقام
اللہ اللہ کیا تھی قدر و عظمتِ عبد الحکیم

تھے مدرس، تھے محدث، تھے مترجم بے مثال
اور تصنیفات میں تھی شہرتِ عبد الحکیم

نازشِ اربابِ علم و فضل شرفِ قادری
سالکِ راہِ طریقت حضرتِ عبد الحکیم

کامیابی قدم چومے گی یقیناً آج بھی
کاش اپنائے زمانہ سیرتِ عبد الحکیم

حاویٔ معقول و منقول و علوم دینیہ
مظہرِ احمد رضا خاں حضرتِ عبد الحکیم

یا حبیبی الودع و یا رفیقی الفراق
ہے بڑی ہی جان لیوا فرقتِ عبد الحکیم

تھا وجود پاک ان کا نعمتِ ربِّ جلیل
ہو بیاں کیا مجھ سے تابش رفعتِ عبد الحکیم

* مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، خطیب مریدکے پاکستان

تفسیر رضوی

سورۃ البقرۃ

معارف قرآن

من افاضات امام احمد رضا

گزشتہ سے پیوستہ

مرتبہ: مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

خامساً۔ اس مستدل سے خود امام راغب کو شکایت ہوگی کہ اس نے میری پوری بات یاد نہیں رکھی کیونکہ ان کی پوری بات تو یہ ہے:

یقال ھذا الشئی بین یدیک ای قریبا منک وعلی ھذا قولہ. لہ ما بین ایدینا ومصدقا لمابین یدی من التوراۃ. وقولہ وقال الذین کفروا لن نو من بھذا لقرآن وبالذی بین یدیہ ای مقدمالہ من الانجیل ونحوہ (مختصرا)

''محاورہ ہے کہ یہ چیز تمہارے سامنے یعنی تم سے قریب ہے اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل اقوال میں لفظ بین یدیہ سے یہی قرب مراد ہے۔ (مثلا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی زبان سے کہلایا) جو ہمارے سامنے ہے سب خدا کے لئے ہے۔ (اور قرآن کے لئے خود فرمایا۔) اپنے آگے والی کتاب توراۃ کی تائید کرتا ہے۔ اور کافروں کا قول نقل کیا کہ ہم نہ تو قرآن پر ایمان لائیں گے نہ اس سے پہلے کی کتابوں مثلا انجیل وغیرہ پر۔''

اس پوری عبارت میں امام راغب نے بین یدیہ کے معنی قریب بتا کر اس کا مصداق ''لہ ما بین ایدینا'' کو قرار دیا۔ تو کیا فرشتوں نے ہمارے سامنے کہہ کر صرف اپنے متصل اشیاء مراد لیں کیا صرف وہی اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں؟

سادساً۔ اسی معنی قریب کی فرع مصدقا لما بین یدی من التوراۃ کو کہا جن میں دو ہزار سال کا فاصلہ ہے۔ تو جب یہ عظیم زمانی فاصلہ لفظ بین یدیہ کے معنی قرب کے منافی نہیں، تو قرب مکانی میں مسجد کے حدود اور اس سے متصل زمین کا فاصلہ لفظ بین یدیہ کے معنی قرب کے کیا منافی ہوگا جو عام طور سے سو ہاتھ بھی نہیں ہوتا بلکہ کئی مساجد میں بیس ہاتھ بھی نہیں ہوتا۔

سابعاً۔ چلئے ہم نے امام راغب کے قول کی وہی مراد تسلیم کر لی جو آپ کو مرغوب ہے۔ مگر اس کو کیا کیجئے گا کہ صحابی رسول حضرت سائب بن یزید غزنی رضی اللہ عنہ جو خود بھی صاحب زبان ہیں اور آپ اور آپ کے امام راغب دونوں سے زیادہ عربی زبان کی باریکیاں سمجھتے ہیں وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اذان جمعہ کو بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی کہتے اور علی باب المسجد بھی کہتے ہیں۔ یہ حدیث گرامی تو آپ کی کٹ حجتی کے منہ پر ایسی مہر ہے جس کا ٹوٹنا ناممکن ہے۔ ہم اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاتے ہیں۔

ثامناً۔ مستدل نے یہ بھی اعتراف کیا ہے کہ بین یدیہ بعض مواقع میں قرب سے خالی بھی ہوتا ہے۔ اور صرف سامنے اور مقابل کے معنی میں آتا ہے۔ جیسا کہ بعض آیات قرآنی میں بھی واقع ہوا ہے۔ مگر مسئلہ اذان میں جو لفظ بین یدیہ آیا ہے اس کے معنی صرف وہ محاذاۃ ہے جو قرب سے خالی ہو۔ اس کی تصریح کسی نے نہیں کی ہے۔

مقام حیرت ہے کہ بین یدیہ کو قریب و بعید دونوں کے لئے مان کر، اور یہ تسلیم کر کے کہ قرآن عظیم میں ایسا وارد ہے اور مستدل ہو کر سادگی سے یہ کہنا کہ مسئلہ متنازعہ میں بین یدیہ کے معنی بعید ہونے کی تصریح کہیں سے ثابت نہیں (الٹی بھیرویں الاپنا ہے)۔

اس عدم ثبوت سے مستدل کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ آپ کا استدلال تو اس احتمال کے تسلیم کرتے ہی ختم ہوگیا۔ کہ ''اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال'' اب تو اگر آپ یہ ثابت کر سکتے کہ مسئلہ اذان میں اس لفظ کے معنی بعید نہیں مراد ہیں، تو بات بنتی اور یہ آپ کے بس سے باہر ہے جبھی تو معنی محتمل مراد نہ ہونے کی تصریح کے عموم سے استدلال کرنے لگے۔

سبحان اللہ یہ بھی پتہ نہیں کہ مستدل کا موقف کیا ہے۔ اور معترض

کوکس بات سے فائدہ پہنچتا ہے۔

اسلوب بیان کی خامی: یہ جملہ جیسا کہ قرآن کی بعض آیات میں واقع ہوا یہ بتانے کے لئے بولتے ہیں کہ یہ جو واقع ہوا سہوا وخطاء واقع ہوا کیا قرآنی آیت کے لئے یہ اسلوب بیان صحیح ہے۔ اللہ تعالی سے ہم عفو کے طالب ہیں۔

جب تم نے یہ تسلیم کرلیا کہ بین یدیہ کے معنی قرآن میں بعید مقابل کے لئے ہیں تو اس سے منہ موڑ کر اس کو راغب کے بیان کے مطابق قریب مراد لینے کی کیا وجہ ہے۔

اگر کوئی وجہ فرق تھی تو آپ کو دونوں ہی پہلوؤں کے لئے دلیل دینی چاہئے تھی کہ قرآن میں بعید ہونے کی یہ وجہ ہے اور اذان میں قریب مراد ہونے کی دلیل یہ ہے اور جب آپ کے پاس تفریق کی کوئی دلیل نہیں تو قرآن عظیم سے منہ موڑ کر راغب کا دامن پکڑنا کار ذلیل ہے۔ (شمائم العنبر ۲۶۸ تا ۲۱۲)

(۱۰۲) واتبعوا ما تتلوا الشيطين على ملك سليمن ج وما كفر سليمن ولكن الشيطين كفروا يعلمون الناس السحر وما انزل على الملكين ببابل هاروت وماروت وما يعلمن من احد حتى يقولا انما نحن فتنة فلا تكفر فيتعلمون منهما ما يفرقون به بين المرء وزوجه وما هم بضارين به من احد الا باذن الله ويتعلمون ما يضرهم ولا ينفعهم ولقد علموا لمن اشتراه ما له في الاخرة من خلاق ولبئس ما شروا به انفسهم لو كانوا يعلمون

''اور اس کے پیرو ہوئے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنت سلیمان کے زمانے میں۔ اور سلیمان نے کفر نہ کیا ہاں شیطان کافر ہوئے لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں اور وہ (جادو) جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اُترا۔ اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو نری آزمائش ہیں تو اپنا ایمان نہ کھو! تو ان سے سیکھتے وہ جس سے جدائی ڈالیں مرد اور اسکی عورت میں؛ اور اس سے ضرر نہیں پہونچا سکتے کسی کو مگر خدا کے حکم سے اور وہ سیکھتے ہیں وہ جو انہیں نقصان دے گا نفع نہ دے گا اور بے شک ضرور انہیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں اور بے شک کیا بری چیز ہے وہ جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانیں بیچیں۔ کسی طرح انہیں علم ہوتا!''

﴿۱۶﴾ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

(اس آیت میں قصۂ ہاروت و ماروت کی غلط شہرت اور غیر خدا کی جانب سے نفع وضرر کا ثبوت باذن اللہ تعالی ثابت فرمایا)

امام احمد و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ بسند حسن مالک بن قیس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: من ضار ضار الله به و من شاق شق الله عليه

''جو کسی کو ضرر دے گا اللہ تعالی اسے نقصان پہنچائے گا اور جو کسی پر سختی کرے گا اللہ تعالی اسے مشقت میں ڈالے گا۔''

حاکم کی حدیث میں ہے:

مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے حجر اسود کی نسبت فرمایا: بلى يا امير المو منين يضر و ينفع ۔(الحدیث)

کیوں نہیں اے امیر المومنین! یہ پتھر نقصان دے گا اور نفع پہنچائے گا۔(الحدیث) (فتاوی رضویہ جدید ج ۹ ص ۶۹۱۔۶۹۲)

قصہ ہائے ہاروت و ماروت جس طرح عام شائع ہے ائمہ کرام کو اس پر سخت انکار شدید ہے۔ جس کی تفصیل شفاء شریف میں اور اس کی شرح میں ہے۔ یہاں تک کہ امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا:

هذه الاخبار من كتب اليهود و افترائهم

یہ خبریں یہودیوں کی کتابوں اور ان کی افتراؤں سے ہیں۔

ان کو جن یا انس مانا جائے جب بھی درازئ عمر مستبعد نہیں۔ سیدنا خضر وسیدنا الیاس اور سیدنا عیسی صلوات اللہ وسلامہ علیہم انس ہیں اور ابلیس جن ہے۔

جاری ہے ....

۱۰۔ گناہ صغیرہ و کبیرہ

معارف حدیث
من افاضات امام احمد رضا

گزشتہ سے پیوستہ

مرتبہ: مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

۱۴۶۔ عن أنس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: ثلاث مَنْ أصل الایمان: ألکفّ عمّن قال "لا الہ الا اللہ" ولا نُکفّرہُ بذنب، ولا نخرجُہُ من الاسلام بعملٍ۔

(اظہار الحق الجلی، ۳۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تین باتیں ایمان کی جڑ ہیں جن میں سے ایک بات یہ ہے کہ جو شخص کلمہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہے اسکے بارے میں زبان کو روکو۔ ہم کسی کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہیں کہیں گے۔ اور نہ کسی کو کسی عمل کی وجہ سے خارج کریں گے۔"

﴿۱﴾ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے کہ جن میں کلمہ ذکر ہے لیکن مراد وہی تصدیق جمیع ضروریات دین ہے۔

(۶) گناہ سے دل سیاہ ہو جاتا ہے

۱۴۶۔ عن أبی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: إنّ العَبْدَ اذا أخطأ خطیئۃ نکتت فی قلبہ نُکتَۃٌ سوداءُ، فإنْ ہُو نزع واستغفر وتاب صقل قلبُہ وان عاد زید فیہا حتّی تعلُو علی قلبہ وہو "الران" الذی ذکر اللہ تعالی "کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے اسکے دل میں ایک سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے۔ پس اگر وہ اس سے جدا ہو گیا اور توبہ استغفار کی تو اسکے دل پر صیقل ہو جاتی ہے۔ اور اگر دوبارہ کیا تو اور سیاہی بڑھتی ہے یہاں تک کہ اس کے دل پر چڑھ جاتی ہے۔ اور یہ ہی وہ زنگ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ یوں نہیں بلکہ زنگ چڑھا دی ہے انکے دلوں پر ان گناہوں کے سبب کہ وہ کرتے تھے۔"

(فتاویٰ رضویہ ۱۱/۳۰۸)

(۷) سب کو ہلاک نہ جانو

۱۴۷۔ عن أبی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: اذا سمعت الرّجل یقول: ہلک النّاس فہو اہلکُہم۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب تو کسی کو یوں کہتے سنے کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو وہ ان سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ۳/۲۹۹)

۱۴۸۔ عن أنس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: اَلذّنب شُؤمٌ علی غَیرِ فاعلِہ إنْ عَیّرہُ ابتلی وان اغتابہ اثم وان رضی بہ شارکہُ۔

حضرت انس بن ملک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "گناہ تو ایک شخص کرتا ہے لیکن اسکا وبال دوسروں پر بھی پڑتا ہے۔ اگر اسکو عار دلائے گا تو یہ بھی اس میں مبتلاء ہوگا اور اگر غیبت کریگا تو گنہگار ہوگا اور اگر راضی ہوگا تو شریک گناہ ہے۔" (فتاویٰ رضویہ ۵/۲۸۱)

(۸) لواطت گناہ کبیرہ ہے

۱۴۹۔ عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ قال:

قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم: ملعونٌ مَنْ یَعمل عمل قوم لوطٍ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ملعون ہے جو قوم لوط کا کام کرے۔'' (فتاویٰ رضویہ ۳/۱۹۰)

(۹) مدح فاسق حرام ہے

۱۵۰۔ عن أنس بن مالک رضي الله تعالی عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم: اذا مُدحَ الفاسقُ غضب الرّبُّ و اهتزّ لذلک العَرشُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور اسکے سبب عرش الٰہی ہل جاتا ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ ۳/۲۹۳)

(۱۰) مؤمن پر لعن طعن حرام ہے

۱۵۱۔ عن عبد الله بن مسعود رضی الله تعالی عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم: لیس المؤمن بالطّعان ولا اللّعان ولا الفاحش ولا البذی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان نہیں ہوتا طعن کرنے والا۔ بہت لعنت کرنے والا۔ بے حیا۔ فحش گو۔''

(۱۱) ایذائے مؤمن حرام ہے

۱۵۲۔ عن أنس بن مالک رضی الله تعالی عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم: مَنْ آذی مُسلِمًا فقدْ اٰذٰنِیْ ومَنْ اٰذٰنِیْ فقدْ اٰذی اللّٰہَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔'' (فتاویٰ رضویہ ۸۹۲/۵)

حوالہ جات

۱۴۵۔ السنن لابی داؤد، الجهاد، ۱/ ۳۴۳
☆ نصب الرایه للزیلعی، ۳/ ۳۷۷
کنزالعمال للمتقی، ۴۳۲۲۶، ۱۵، ۸۱۱
۱۴۶۔ الترغیب و الترهیب للمنذری، ۲/ ۴۲۹
☆ اتحاف السادة للزبیدی، ۷/ ۲۲۹
☆ کنزالعمال للمتقی، ۱۰۱۸۹، ۴/ ۲۱۰
☆ التفسیر للطبری، ۳۰/ ۲۲
☆ فتح الباری للعسقلانی، ۸/ ۲۹۲
☆ التفسیر للقرطبی، ۱۹/ ۲۵۹
☆ الجامع الصغیر للسیوطی، ۱/ ۱۲۷
☆ السنن لابن ماجة، ۲/ ۳۲۳
☆ جمع الجوامع للسیوطی، ۵۲۹۱۵
☆ زاد المسیر لابن الجوزی، ۹/ ۵۲
۱۴۷۔ الصحیح لمسلم، البر، ۲/ ۳۲۹
☆ السنن لابی داؤد، الادب، ۲/ ۲۹۰
☆ المسند لاحمد بن حنبل، ۲/ ۳۰۳
☆ الجامع الصغیر للسیوطی، ۱/ ۹۸
☆ شرح السنة للبغوی، ۱۳/ ۱۴۴
☆ الادب المفرد للبخاری، ۷۵۹
۱۵۰۔ الجامع الصغیر للسیوطی، ۵۹
☆ تاریخ دمشق لابن عساکر، ۶/ ۴۰
اتحاف السادة للزبیدی، ۷/ ۵۲۱
☆ السلسلة الضعیفة للالبانی، ۵۹۵
۱۵۲۔ الترغیب والترهیب للمنذری، ۱/ ۵۰۴
☆ البدایة والنهایة لابن کثیر، ۷/ ۳۴۷
☆ الحاوی للفتاوی للسیوطی، ۲/ ۱۰۹
☆ مجمع الزوائد للهیثمی، ۲/ ۱۷۹

جاری ہے

معارف القلوب

کتاب: احسن الوعاء لآداب الدعاء

تذییل

گزشتہ سے پیوستہ

مصنف: رئیس المتکلمین علامہ نقی علی خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

شارح: مجدد اعظم امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن — محشی: محمد اسلم رضا قادری

ھذا کلہ ما ظھر لی و ارجو ان یکون صوابا واللہ تعالی اعلم۔ (۴۴۵)

خیر یہ چودہ شرائط حضرت مصنف قدس سرہٗ نے ذکر فرمائے۔ چھ فقیر ذکر کرتا ہے کہ بیس کا عدد کامل ہو۔

پندرھویں شرط: مسجد میں سوال نہ کرے کہ حدیث شریف میں اس سے ممانعت آئی اور اسے دینا بھی نہ چاہئے کہ شنیع پر اعانت ہے۔ (۴۴۶) علماء فرماتے ہیں، مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے تو ستر پیسے اور درکار ہیں جو اس دینے کا کفارہ ہوں۔ کما فی الھندیۃ و الحدیقۃ الندیۃ وغیرھما اور اگر ایسی بدتمیزی سے سوال کرتا ہے کہ نمازیوں کے سامنے گزرتا ہے یا بیٹھے ہوؤں کو پھاند کر جاتا ہے تو اسے دینا بالاتفاق ممنوع۔

وھو المختار علی ما فی الدر المختار من الحظر وقد جزم فی الصلوۃ باطلاق الحظر و عبر عن ھذا بقیل۔

اقول وان فرق بمن تعود فیمنع عطاؤہ مطلقا او ورد غریبا کما یعرف الناس فیباح ان لم یتخط لم یبعد وکان توفیقا واللہ تعالی اعلم۔

سولھویں شرط: سوال میں زیادہ تملّق و چاپلوسی نہ کرے (۴۴۷) کہ شانِ اسلام کے خلاف ہے۔ حدیث شریف میں آیا، ''مسلمان خوشامدی نہیں ہوتا'' اور جھوٹی جھوٹی تعریفیں اس سے بھی بدتر کہ ایک تو تملّق، دوسرے کذب، تیسرے اس شخص کا نقصان کہ منہ پر تعریف کرنے کو حدیث میں گردن کاٹنا فرمایا اور ارشاد ہوا، ''مداحوں کے منہ میں خاک جھونک دو''۔ خصوصاً اگر ممدوح فاسق ہو کہ حدیث میں فرمایا، ''جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے، رب تبارک و تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور عرش الرحمٰن ہل جاتا ہے۔''

سترھویں شرط: مال حاصل کرنے کے لیے جس قدر صلاح اپنے میں ہے، اس سے زیادہ ظاہر نہ کرے۔ خواہ وہ اظہار زبانِ قال سے ہو یا زبانِ حال سے ہو کہ ایک تو زور ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے، ''جو لوگوں کو اس سے زیادہ خوفِ خدا دکھائے جتنا اس کے پاس ہے، منافق ہے۔''

دوسرے دھوکا دینا۔ حدیث شریف میں ہے، ''ہمارے گروہ سے نہیں جو ہمیں فریب دے۔''

تیسرے وہ مال کہ اس کے عوض لے گا، ناجائز ہوگا۔ کما فی الطریقۃ المحمدیۃ کہ دینے والا اگر ایسا نہ جانتا نہ دیتا یا اتنا نہ دیتا۔

اٹھارھویں شرط: کسی سچے عملِ دینی کے ذریعہ سے بھی دنیا نہ مانگے کہ معاذ اللہ دین فروشی ہے۔ جیسے بعض فقراء کہ حج کر آتے ہیں، جگہ جگہ اپنا حج بیچتے پھرتے ہیں۔ پھر بھی بِک نہیں چکتا۔ حدیث شریف میں آیا، ''جو آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرے، اس کا چہرہ

مسخ کر دیا جائے اور اس کا ذکر مٹادیا جائے اور اس کا نام دوزخیوں میں لکھا جائے۔''

امام حجۃ الاسلام فرماتے ہیں، ایک غلام و آقا حج کر کے چلے۔ راہ میں نمک نہ رہا، نہ خرچ تھا کہ مول لیتے۔ ایک منزل پر آقا نے کہا، بقال (۴۴۸) سے تھوڑا نمک یہ کہہ کر لے آ کہ ہم حج سے آتے ہیں۔ وہ گیا اور کہا، میں حج سے آتا ہوں، قدرے نمک دے، لے آیا۔ دوسری منزل میں آقا نے پھر بھیجا، اس بار یوں کہا کہ میرا آقا حج سے آتا ہے، تھوڑا نمک دے، لے آیا۔ تیسری منزل میں آقا نے پھر بھیجنا چاہا۔ غلام نے کہ حقیقتاً آقا بننے کے قابل تھا، جواب دیا۔ پرسوں نمک کے چند دانوں پر اپنا حج بیچا، کل آپ کا بیچا، آج کس کا بیچ کر لاؤں؟

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص کے یہاں دعوت میں تشریف لے گئے۔ میزبان نے خادم سے کہا، ان برتنوں میں کھانا لاؤ جو میں دوبارہ کے حج میں لایا ہوں۔ امام نے فرمایا، ''مسکین تو نے ایک کلمہ میں اپنے دو حج ضائع کئے۔'' جب مجرد اظہار پر یہ حال ہے، تو اسے ذریعۂ دنیا طلبی بنانا کس درجہ بدتر ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اسی میں داخل ہے وعظ کا پیشہ کہ آج کل نہ کم علم بلکہ بہت نرے جاہلوں نے کچھ الٹی سیدھی اردو دیکھ بھال کر، حافظہ کی قوت، دماغ کی طاقت، زبان کی طلاقت (۴۴۹) کو شکار مردم کا حال بنایا ہے۔ عقائد سے غافل، مسائل سے جاہل اور وعظ گوئی کے لیے آندھی۔ ہر جامع، ہر مجمع، ہر مجلس، ہر میلے میں غلط حدیثیں، جھوٹی روایتیں، الٹے مسئلے بیان کرنے کو کھڑے ہو جائیں گے اور طرح طرح کے حیلوں سے جوڑ سکا کمائیں گے۔ اولاً تو انہیں وعظ کہنا حرام قطعی۔ ع

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، من قال فی القران بغیر علمہ فلیتبوء مقعدہ فی النار ''جو بے علم قرآن کے معنی میں کچھ کہے، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔'' رواہ الترمذی و صححہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

دوسرے ان کا وعظ سننا حرام سمّٰعون للکذب۔ (۴۵۰) تو سارے جلسے کا وبال ایسے واعظ کی گردن پر ہے۔ من غیر ان ینقص من اوزارھم شیئا۔ (۴۵۱)

تیسرے وعظ و پند کو جمع مال یا رجوع خلق کا ذریعہ بنانا گمراہی مردود و سنت نصاریٰ و یہود ہے۔

حواشی و حوالہ جات

(۴۴۵) یہ سب وہ گوہر پارے ہیں کہ میرے رب عزوجل نے مجھ پر ظاہر فرمائے اور میں امید کرتا ہوں کہ یہی توجیہ جو میں نے اوپر حدیث سے متعلق بیان کی، درست ہے اور سب سے زیادہ جاننے والا تو اللہ ہی ہے۔

(۴۴۶) یعنی برائی پر مدد دینا ہے۔

(۴۴۷) یعنی خوشامد و چاپلوسی نہ کرے۔

(۴۴۸) دال، نمک، آٹا وغیرہ بیچنے والا۔

(۴۴۹) زبان کی تیزی

(۴۵۰) بڑے جھوٹ سننے والے۔ سورۃ المائدہ، آیت ۴۱، ترجمہ کنزالایمان

(۴۵۱) بغیر اس کے کہ اُن کے گناہ میں کچھ کمی ہو۔

﴿جاری ہے......﴾

دوسری قسط

عصمتِ انبیاء علیہم السلام
اور مرسل امام زہری کا علمی جائزہ

علامہ افتخار احمد قادری*

انبیاء علیہم السلام اعلانِ نبوت سے پہلے مومن ہوتے ہیں:

علامہ آلوسی تحریر فرماتے ہیں: اس بات پر اجماع ہے کہ انبیاء علیہم السلام بعثت سے پہلے بھی مومن ہوتے ہیں۔

(روح المعانی، ص ۵۸ ج ۲۵)

امام رازی فرماتے ہیں: ساری امت کا اجماع ہے کہ انبیاء علیہم السلام قبل نبوت مومن ہوتے تھے۔ دلیل: اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (سورۃ سبا، ۲۰)

"ابلیس نے ان پر اپنا خیال سچ کر دکھایا لوگوں نے اس کی پیروی کی مگر تھوڑے اہل ایمان یہ اس کی پیروی سے محفوظ رہے۔"

جن صالح افراد نے ابلیس کی پیروی نہ کی وہ یا تو انبیاء ہیں یا غیر انبیاء، تو لازم آئے گا کہ یہ انبیاء سے افضل ہوں کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾

(سورۃ الحجرات، ۱۳)

(اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔")

اور غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا باطل ہے، لہٰذا قطعی طور پر ثابت ہوا کہ جن مبارک افراد نے ابلیس کی پیروی نہیں کی وہ انبیاء علیہم السلام ہیں۔ (عصمۃ الانبیاء، ص ۳۲)

بلکہ بعض انبیاء علیہم السلام کو پیدا ہوتے ہی نبوت عطا ہوئی اور بعض کو بچپن میں ملی اور ہمارے نبی ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی پہلے نبوت عطا ہوئی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا ہوتے ہی نبوت عطا ہوئی، قرآن ناطق ہے:

﴿قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا﴾

(سورۃ مریم، ۳۰)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدائش کے بعد فرمایا: "میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔"

اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو دو تین سال کی عمر میں نبوت ملی، اللہ عزوجل اپنے اس لطف و کرم کا ذکر فرماتا ہے:

﴿يَا يَحْيَىٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا﴾

(سورۃ مریم، ۱۲)

"اے یحییٰ کتاب کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور ہم نے اس کو بچپنے میں حکم و نبوت عطا کردی۔"

علامہ آلوسی ان آیتوں کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کم سنی میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا ہوتے ہی نبوت مل سکتی ہے تو سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کیسے پیدائش کے وقت نبوت سے محروم ہو سکتے ہیں جو رب کائنات کے محبوب ہیں اور جن کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو نبوت عطا فرمائی۔ (روح المعانی، ص ۷۰ ج ۱۵)

سید الانبیاء ﷺ کب نبوت سے نوازے گئے اس بارے میں بھی بہت سی احادیث کریمہ وارد ہوئی ہیں۔ امام ترمذی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے:

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالُوا يَا رَسُوْلَ اللَّهِ مَتَىٰ وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ. (شرح الزرقانی، ص ۳۵۰ ج ۸)

* شیخ الحدیث، دار العلوم قادریہ غریب نواز، ساؤتھ افریقہ

"حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہتے ہیں انہوں نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی نبوت کب ثابت ہوئی؟ فرمایا اس وقت جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔"

ایک حدیث تو ایسی بھی ہے جس میں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی ﷺ سے سوال کیا تھا:

(۲) عن عمر رضی اللہ عنه انّه قال یارسُول اللّٰہ متی جُعِلتَ نبیاً؟ قال: وَ آدمُ مُنجدلٌ فِی الطِّین. (رواہ ابو نعیم فی دلائل النبوۃ ص ۴۸، ۴۹ والحاکم فی المستدرک فصححه ص ۶۰۰ ج ۲، وابن سعد فی الطبقات ص ۱۴۹ ج ۱، والامام أحمد فی المسند ص ۱۲۷، ۱۲۸ ج ۴)

"حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کب نبی بنائے گئے؟ آپ نے فرمایا اس وقت جب حضرت آدم آب و گل کی منزلیں طے کر رہے تھے۔"

اس مفہوم کی ایک روایت اور ملاحظہ ہو:

(۳) عن مطرف بن شخیر رضی اللہ عنه أنّ رَجُلاً سأَلَ رَسُولَ اللّٰہ ﷺ متی کُنتَ نبیاً؟ قال: بیْنَ الرُّوحِ والطِّین من آدم. (رواہ ابن سعد فی الطبقات ص ۹۵ ج ۱، والسیوطی فی الخصائص الکبری ص ۴ ج ۱)

"حضرت مطرف بن شخیر سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا آپ کب نبی ہوئے؟ آپ نے فرمایا اس وقت جب حضرت آدم کی خلقت بھی مکمل نہ ہوئی تھی۔"

(۴) حضرت عبد اللہ بن عباس کی حدیث ہے: ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا عہد و پیمان کب لیا گیا؟ آپ نے فرمایا:

"وَآدمُ بیْنَ الرُّوحِ والجَسد". (سبل الھدی والرشاد، ص ۱۰۱ ج ۱)

"اس وقت جب حضرت آدم روح و جسم کی منزل میں تھے۔"

ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہوگیا کہ ہمارے نبی ﷺ سب سے پہلے نبی ہیں، اور حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے آپ منصب نبوت پر فائز ہو چکے تھے۔

عصمت انبیاء اور سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی اولیت کی ایک جھلک دکھائی گئی۔ عصمت انبیاء اور اولیت مصطفیٰ کے اس تصور کو پیش نظر رکھا جائے اور روایت امام زہری کا جائزہ لیا جائے تو بآسانی صحیح نتیجہ تک پہنچا جا سکتا ہے۔

مرسلِ امام زھری

امام بخاری نے کتاب التعبیر میں امام زھری کی ایک مرسل روایت ان الفاظ میں تخریج کی ہے:

"وَفتَرَ الوَحْیُ فترَۃً حزنَ النَّبیُّ ﷺ فیما بلغنا حزناً غدا منهُ مِراراً کَیْ یتردّی مِنْ رُؤُوسِ شواھقِ الْجبال فکُلّما اوفٰی بِذِرْوۃِ جبلٍ لکیْ یُلقیْ نفْسه منهُ تبدّٰی لهٗ جبریلُ فقال: یا مُحمّد انّک رسول اللّٰہ حقاً، فیسْکُنُ لِذٰلک جأشه وتقرُّ نفسه، فیرْجعُ، فإذا طالتْ علیْه فتْرَۃُ الْوحی غدا لمثْلِ ذٰلک، فإذا اوْفٰی بِذِرْوۃِ الْجبلِ تبدّٰی لهٗ جبْرَئیلُ فقال لهٗ مثْلَ ذٰلک" (صحیح البخاری. ص ۱۰۳۴ ج ۲ طبعة الھند)

ترجمہ: "کچھ عرصہ کے لئے وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا نبی ﷺ ہماری اطلاع کے مطابق اتنے غمگین ہوگئے کہ کئی بار پہاڑوں کی چوٹیوں پر اس لئے گئے کہ وہاں سے اپنے آپ کو نیچے گرا دیں، جب بھی اس خیال سے حضور پہاڑ کی کسی چوٹی پر پہنچتے اس وقت جبرئیل علیہ السلام سامنے نظر آنے لگتے اور یہ کہتے، اے محمد! بیشک آپ اللہ کے یقیناً رسول ہیں، یہ سن کر حضور کے دل کو سکون ہوتا اور نفس کو قرار آتا پھر آپ واپس آتے، پھر جب کچھ عرصہ گزرتا اور وحی منقطع ہونے کا سلسلہ دراز ہوتا تو حضور پھر بے چین ہو کر پہاڑ کی کسی چوٹی پر جاتے تاکہ وہاں سے اپنے

آپ کو گرا دیں جبرئیل پھر ظاہر ہوتے اور حضور کو تسلی دیتے۔''

سید الانبیاء والمرسلین ﷺ اعلانِ نبوت سے پہلے بھی نبی تھے، احادیث صحیحہ سے اس کو ہم ثابت کر آئے ہیں اور مستحکم دلائل و براہین سے یہ بھی واضح کر چکے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام قبل نبوت بھی کبائر وصغائر بلکہ ان کے عزائم سے بھی معصوم ہوتے ہیں۔ عصمت انبیاء کا یہ عقیدہ قرآنی آیات، احادیث صحیحہ اور اجماع قطعی ویقینی سے ہم واشگاف کر آئے ہیں اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے امام زہری کی مذکورہ روایت پر غور وفکر کیا جائے۔ ہمیں غور وخوض کے بعد اس روایت میں تین باتیں نہایت اہم نظر آئیں

(۱) وحی نازل ہونے کے بعد نبی ﷺ کا بار بار پہاڑوں کی چوٹیوں پر جان دینے کے لئے جانا۔

(۲) حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حضور سے ہر بار یہ عرض کرنا کہ اے محمد! آپ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں اور پھر حضور کا اس ارادہ سے باز آجانا۔

(۳) پہلے فترۂ وحی کی مدت راجح قول کے مطابق تین دن سے لے کر چالیس روز ہے۔ یہ عرصہ جب ختم ہو گیا اور بندوں سے وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا پھر اس کے بعد بھی جب وحی کا سلسلہ ٹوٹتا پھر سرور کائنات ﷺ اپنی زندگی کا چراغ گل کر دینے کے لئے پہاڑوں کا رخ کرتے۔ العیاذ باللہ، العیاذ باللہ۔

بعض حضرات نے روایت کا دفاع کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ابھی خودکشی کی حرمت کا حکم نہ آیا تھا اس لئے حضور ایسا ارادہ فرماتے تھے۔

جواباً عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر ایک مرتبہ حضور سے عرض کر دیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر دوبارہ اس کا ارادہ کرنا کیا عقل سلیم اسے تسلیم کرتی ہے؟ کیا سرور کائنات سے رب ذوالجلال کی حکم عدولی ممکن ہے؟ جبکہ حق تو یہ ہے کہ سید انبیاء علیہ السلام کی حیات طیبہ میں ایک بار بھی ایسا واقعہ رونما نہ ہوا، واقعہ تو واقعہ سید انبیاء سے اس کا تصور بھی ناممکن اور محال ہے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جب نبی ﷺ کو بتائیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تب آپ کو اطمینان ہوا اور آپ اس ارادہ سے باز آئیں جب کہ ہم پہلے ایسی احادیث صحیحہ پیش کر چکے ہیں کہ صحابہ سے حضور نے فرمایا میں اس وقت سے نبی ہوں جب ابھی حضرت آدم علیہ السلام آب وگل کی منزلیں طے کر رہے تھے۔

امام زہری کے آخری الفاظ ''فاذا طالت علیہ فترۃُ الوحي غدا لمثلِ ذالکَ'' (اور جب بھی انقطاع وحی کا سلسلہ دراز ہوتا تب آپ اسی فعل کے لئے نکلتے) ان الفاظ نے تو رہی سہی کسر بھی پوری کر دی کہ رب تعالیٰ کی جانب سے وحی کا سلسلہ جاری کرنے کے لئے سید انبیاء کے پاس ایک ہی طریقہ تھا کہ معاذ اللہ جان دینے کے لئے پہاڑوں کا رخ کریں جس کا قائل پوری دنیا میں مستشرقین اور اعدائے دین کے علاوہ کوئی نہ ہوگا۔

روایت کے ان آخری الفاظ کا مفاد یہ ہے کہ نہ صرف وہ وقفۂ وحی جو ''اقرأ'' کے بعد سے دوسری آیات کے نازل ہونے کا فترۂ وحی اور انقطاع وحی کا زمانہ کہلاتا ہے اس زمانہ میں صرف حضور کی یہ کیفیت نہ تھی بلکہ اس کے بعد کے زمانہ میں جب بھی وحی کا سلسلہ دراز ہوتا پھر حضور جان دینے کے لئے پہاڑوں کا رخ کرتے۔ سید الانبیاء علیہم السلام کی زندگیاں بھی یقیناً پاکیزہ تھیں مگر ان میں سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ ایسی پاکیزہ تھی جس کی مثال پوری بشریت کی تاریخ میں موجود نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تشریف لانے والے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کی لطافت وپاکیزگی بھی بے مثل تھی ایسی چمکتی دمکتی روشن اور درخشندہ زندگی پر اگر کسی روایت سے بدنما دھبہ آرہا ہو تو اس کا جائزہ لینا ہمارا فرض ہوگا اس لئے ہم اس روایت کے دونوں پہلو سند ومتن پر گفتگو کریں گے۔

جاری ہے......

امام الاولیاء حضرت سید محمد ارشد پیر سائیں روزہ دھنی قادری قدس سرہٗ (پیر جو گوٹھ، سندھ) کی تعلیمات

(ملفوظات شریف کے آئینہ میں)

تیسری اور آخری قسط

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

شیوہ سالکین: خلیفہ محمود نظامانی کا بیان ہے کہ ایک دن میں حضرت والا کے روبرو بیٹھا تھا آپ نے میری جانب منہ کر کے فرمایا "اکثر لوگوں کا تکیہ کلام یہ ہے کہ "جاویسی ساداہ کلنون قریبیس کي" میرے دل میں خیال آیا کہ اس کے ساتھ کچھ اضافہ کردو تو میں یہ الفاظ بڑھا دیئے۔ (ترجمہ) لاہوتی لاہوت کی طرف صبح و شام چلتے ہیں، اللہ سے باتیں کرتے ہیں ان کے لئے دکھ سکھ ایک ہے، وہ سالک اپنی جانوں کو سکھوں میں خوش نہیں رکھتے۔ مرشد نے کہا وہ پریشانی میں بھی چاہ سے چلتے ہیں۔ کہتے ہیں جو دوست کو پسند ہے وہ ہی سب سے اچھا ہے۔

صبر و تحمل کا امتحان: حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مرید ہونے آیا۔ خواجہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا "تو اس نعمت کے لائق نہیں ہے، میں تجھے مرید نہیں کروں گا۔"

جب اس شخص نے بڑا اصرار کیا تو فرمایا "ایک شرط پر مرید کرلوں گا اور وہ یہ ہے کہ تو بخارا کے قلعہ کے فلاں دروازے پر جا کر کھڑا ہو، شام کے وقت ایک بوڑھا آدمی لکڑیاں اٹھائے ہوئے جب دروازے سے گذرے تو، تُو اس کے منہ پر ایسا زور کا مکا مارنا کہ وہ زمین پر گر پڑے۔ اس کے بعد جو کچھ وہ کہے مجھے آکر بتانا۔ پھر تجھ کو مرید کرلیں گے۔"

وہ شخص حضرت خواجہ کے فرمان کی تعمیل میں قلعہ کے اسی دروازے پر آکر کھڑا ہوگیا۔ بہت سے آدمی لکڑیاں اٹھائے ہوئے گذرتے رہے۔ کچھ دیر بعد اس نے دیکھا کہ ایک کمزور سا بوڑھا آدمی سر پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے دروازے سے گذرا۔ وہ سر سے پیر تک پسینہ میں غرق تھا۔ اس بوڑھے آدمی کو دیکھ کر اس شخص کو اس پر رحم آگیا۔ اس کے دل نہیں کرتا تھا کہ اس کو مکا مارے لیکن خواجہ کے حکم کی تعمیل بھی کرنی تھی۔ اس نے زور کے ساتھ مکا اس کے منہ پر مارا کہ وہ بوڑھا بے ہوش ہوکر گر پڑا اور مکا مارنے والا فوراً بھاگ نکلا۔ اس نے دیکھا کہ بوڑھا اس کا تعاقب کر رہا ہے۔ بوڑھے نے دوڑ کر اس کا ہاتھ پکڑلیا اور بولا تیرے ہاتھ کو تکلیف پہنچی ہوگی تجھ کو جو تکلیف مکا مارنے سے پہنچی، خدا کے لیے مجھے معاف کردے۔ اس بات سے اس شخص کو بڑا تعجب ہوا اور اس نے یہ تمام ماجرا حضرت خواجہ کی خدمت میں آکر بیان کردیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا "یہ مرد ضعیف ہمارے مریدوں میں سے ہے۔ اگر تو بھی ایسی بردباری کر سکے تو میں تجھے مرید کرلوں گا۔" وہ شخص بولا ایسی بردباری مجھ سے نہ ہو سکے گی۔ یہ کہہ کر چلا گیا۔

صبر و تحمل کی تلقین: حضرت والا نے فرمایا "تقدیر اگر کسی کے موافق نہ ہو تو اسے صبر و تحمل سے کام لینا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا منتظر رہنا چاہئے اور دو مثال بیان فرمائے۔ پہلا یہ کہ جب درزی کے پاس کپڑا سلانے کے لئے جائیں تو درزی کپڑے کو کاٹ کر ٹکڑے کر دیتا ہے گویا کہ اس نے نقصان کر ڈالا۔ لیکن کپڑا سِل جانے کے بعد طبیعت کو پسند آتا ہے۔

دوسرا یہ کہ، جب گائے کا دودھ دوہنے لگتے ہیں تو اس کے بچے کو گائے کے قریب باندھ دیتے ہیں تا کہ دودھ دوہنے کے بعد بچہ کا

حصہ چھوڑ کر بچے کو کھول کر پلائیں۔ لیکن بچھڑا جلد بازی کرتا ہے اور اچھلتا کودتا ہے تو رسے کی گرہیں مزید مضبوط ہو جاتی ہیں اور کھولنے میں دیر لگ جاتی ہے۔

پس طالب کو چاہئے کہ اپنی سب تدابیر تقدیر الٰہی کے سپرد کردے اور اس پر عمل کرے۔

سپردم بہ تو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را

میں نے اپنا سب کچھ تیرے حوالہ کر دیا ہے۔ کم و بیش کا حساب تو ہی جانے۔ قولہ تعالیٰ: وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ۔ (ترجمہ:) میں نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ بے شک اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

ہر حال میں شکرِ خدا: حضرت والا کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ جب آپ کا کوئی صاحبزادہ فوت ہو جاتا تو آپ یہی فرماتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ مَّا کَانَ اور پھر فوت ہونے والے سے فرماتے ''میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرنا۔ اس کے بعد یہ سندھی بیت پڑھتے تھے۔

سمن ساٿيزن جي ميڙو سند يجار

اسباب ناقص الایمان کے لئے ہیں: خلیفہ میاں لقمان علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں سخت بیمار ہو گیا۔ حضرت پیر سائیں روزہ دھنی قدس اللہ باسرارہ کو درگاہ شریف پر میری علالت کی خبر ملی تو ارشاد فرمایا، ہم خلیفہ کے لئے دوا بھیجیں گے۔ جو فقراء میرے واقف تھے انہوں نے عرض کی ''یا حضرت! خلیفہ کوئی بھی دوا استعمال نہیں کرتا۔'' آپ نے فرمایا ''وہ بیچارا صابر ہے، آپ نے میرے لئے ہرمزہ، تجویز فرمایا اور فرمایا ''وہ ہماری بھیجی ہوئی دوا استعمال کرے گا، اگر 'لاڑ' کا کوئی فقیر موجود ہو تو ہم اسے دوا دیدیں تاکہ وہ خلیفہ کو پہنچا دے۔'' لیکن اس وقت 'لاڑ' کا کوئی فقیر حاضر نہ تھا۔ میں جب بیماری سے شفایاب ہوا تو حضرت والا کی قدمبوسی کے لئے درگاہ مبارک کو روانہ ہوا۔ جب وہاں پہنچا تو حضرت والا خلیفہ میاں اللہ رکھیہ کی دعوت میں تشریف فرما تھے۔ ظہر کی نماز کے وقت میں وہیں جا پہنچا اور حضرت والا کی زیارت سے مشرف ہوا۔ حضرت والا، شہر سے باہر مسواک کر رہے تھے۔ آپ کا چہرۂ انور مغرب کی جانب تھا۔ میں ادباً حضرت والا کے پیچھے بیٹھ رہا۔ حاضرین نے مجھے دیکھ کر مرحبا کہی اور خیر و عافیت دریافت کی۔ یہ سن کر حضرت والا میری جانب متوجہ ہوئے اور کھڑے ہو کر بغلگیر ہوئے اور مجھ سے پوچھا ''اب تندرست ہو؟'' میں نے عرض کی ''یا حضرت! آپ کی توجہ سے بیماری رفع دفع ہو گئی۔ پھر آپ نے مسکرا کر پوچھا ''تم نے کوئی دوا استعمال نہ کی'' میں نے کہا ''یا حضرت! ہم جھوٹے ہیں۔'' حضرت والا یہ سن کر بڑے مسرور ہوئے اور حال احوال دریافت کیا۔ میں نے عرض کی ''یا حضرت! سید پور شہر میں ایک بزرگ عبد الرحمان نامی طالب علم ہے۔ وہ میری بیماری کی خبر سن کر، بیمار پرسی کے لئے آیا۔ اس نے میرے لئے دوائیں تجویز کیں۔ فقیروں نے اسے بتایا کہ خلیفہ کوئی دوا استعمال نہیں کرتا۔ یہ سن کر وہ بزرگ جوش میں آگیا اور بولا کہ صحیح بخاری میں ایک پورا باب دواؤں کا منضبط ہے، پھر آپ دوا کیوں نہیں کرتے؟ میں ڈر گیا کہ کہیں حدیث کا منکر نہ ٹھہروں''

حضرت والا جوش میں آگئے اور فرمایا کہ ''تم نے یہ جواب کیوں نہ دیا کہ یہ حدیثیں ان لوگوں کے لئے ہیں جن کا ایمان ناقص ہے، اور جنکا ایمان کامل ہے ان کے لئے توکل کی حدیث وارد ہے۔ انہوں نے یہ حدیث نہیں دیکھی جو حدیث مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ جو شخص علاج نہ کرائے گا اللہ تعالیٰ اس کے صدقے میں ستر ہزار گنہگار جہنمیوں کو بخش دے گا۔ اور حدیث قدسی میں ہے۔ مَنْ لَّمْ یَرْضَ بِقَضَائِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ وَلَمْ یَشْکُرْ عَلٰی نَعْمَائِیْ فَلْیَخْرُجْ مِنْ تَحْتِ سَمَائِیْ وَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِیْ۔ جو شخص میری قضا پر راضی نہ ہوا اور میری بھیجی ہوئی مصیبت پر صابر نہ ہوا اور میری دی ہوئی نعمتوں پر شاکر نہ ہوا تو وہ میرے آسمان کے نیچے سے نکل جائے اور میرے علاوہ کوئی اور دوسرا رب تلاش کرے۔'' ۴۲

تم عالم و زاهد هو، متوکل نہیں هو: ایک دن حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ حضرت بی بی رابعہ بصریہ علیہا الرحمۃ کی خدمت میں فقیروں کی ایک جماعت مہمان ہوئی۔ بی بی صاحبہ کی یہ عادت تھی کہ کھانے پینے کا سامان جمع کر کے نہ رکھتی تھیں۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ روزانہ مزدوری کرتیں۔ اسی سے اپنا اور مہمانوں کا گذارہ چلاتیں اور جو کچھ بچ رہتا فی سبیل اللہ خیرات کر دیا کرتی تھیں۔

اس دن آپ کے پاس کچھ موجود نہ تھا۔ مزدوری سے بچا ہوا تھوڑا سا آٹا تھا۔ آپ نے اس کی دو روٹیاں پکائیں۔ اتنے میں ایک سائل نے دروازہ پر صدا دی ''اللہ کے نام ایک روٹی دیدو۔'' بی بی صاحبہ نے ایک روٹی سائل کو دیدی۔ اسی وقت کوئی دوسرا سائل بھی دروازے پر آپہنچا۔ اس نے بھی صدا کی تو بی بی صاحبہ نے دوسری روٹی بھی اس سائل کو دیدی۔ مہمان یہ سارا ماجرا دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی۔ اے بی بی صاحبہ! ہمیں آپ کی کامل ولایت میں کچھ شک نہیں ہے مگر ولایت کے ساتھ علمِ ظاہری بھی ضروری ہے۔ از روئے شریعت ان دونوں روٹیوں پر ہمارا حق زیادہ تھا۔ رابعہ بصریہ علیہا الرحمۃ نے ان کو کچھ جواب نہ دیا۔

تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ کسی امیر کی نوکرانی آئی اور اس نے انیس (۱۹) روٹیاں بی بی صاحبہ کی خدمت میں پیش کیں۔ بی بی صاحبہ نے روٹیاں شمار کیں اور فرمایا یہ روٹیاں ہماری نہیں ہیں کیونکہ یہ انیس ہیں، ہماری ہوتیں تو بیس ہوتیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ''دہ دنیا ستر آخرت''۔ (یعنی دنیا میں ایک نیکی کا بدلہ دس اور آخرت میں ستر عطا فرمائے گا۔) یہ دیکھ کر اس نوکرانی نے جو ایک روٹی چھپا کر رکھ لی تھی، وہ بھی پیشِ خدمت کر دی۔ جب پوری بیس روٹیاں ہو گئیں تو بی بی صاحبہ نے مہمانوں کو کھلا دیں۔ مہمان جب کھا کر فارغ ہو گئے تب بی بی صاحبہ نے فرمایا ''تم لوگ عالم و زاہد اور عابد بے شک ہو پر تم اللہ تعالیٰ پر توکل نہیں رکھتے۔'' ۴۳

اصل مقصود امام الموجودات ﷺ کی متابعت هے: خلیفہ امید علی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ خلیفہ میاں لقمان علیہ الرحمۃ نے توکل کے بارے میں حضرت پیر سائیں روزہ دھنی قدسنا اللہ باسرارہ العزیز کی خدمت میں عرض کی ''یا حضرت! منہ کو حرکت دینا بھی تو کھانے والے کے اختیار میں ہے۔ پھر کیا کیا جائے؟'' حضرت والا نے اس کے گھٹنے پر ہاتھ مار کر فرمایا ''اے بزرگ! مقصود اپنے ''امام'' کی متابعت ہے اور توکل بھی وہی ہے جو امام یعنی حضرت سرورِ کائنات امام الموجودات ﷺ کے طریقہ کے موافق ہو۔ جیسا کہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

بہ زہد و ورع کوش صدق و صفا — ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

یعنی زہد، ریاضت، پرہیز اور صفا میں بلا شبہ کوشش کر لیکن رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر زیادتی نہ کر۔ ۴۴

۱۲۔ اولیاء اللہ سے محبت: قرآن مجید فرقان حمید نے ایمان والوں کو صالحین سے محبت کرنے اور ان کی صحبت میں بیٹھنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت پیر سائیں روزہ دھنی قدس سرہٗ کے ملفوظات میں جابجا ان تعلیماتِ قرآنی کی جھلکیاں قاری کے دل و دماغ کو مجلا کرتی ہیں، ملاحظہ ہو:

آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کی محبت ہے: حضرت والا علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ ایک عابد و زاہد شخص اور ایک بادشاہ یکے بعد دیگرے فوت ہو گئے۔ کسی ولی اللہ نے خواب میں دیکھا کہ عابد و زاہد جہنم میں ہے اور بادشاہ جنت میں ہے۔ اس ولی اللہ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی یا اللہ اس میں کیا راز ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا کہ عابد و زاہد دنیا داروں سے محبت کی وجہ سے جہنم میں ہے اور بادشاہ فقراء کی محبت اور ان کی صحبت اختیار کرنے کی وجہ سے جنت میں ہے۔ حدیث شریف میں ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی اس کے ہی ساتھ ہوگا جس سے اسکی محبت ہے۔

نگاہِ ولی کی تاثیر: خلیفہ محمود کا بیان ہے کہ حضرت والا کا ایک مرید بمقام 'جھوک' رہتا تھا۔ جھوک کے قریب نہر کے کنارے صوفی فضل اللہ فقیر نے کچھ دن آ کر قیام کیا۔ اتفاقاً حضرت والا کا یہ مرید صوفی فضل اللہ کے پاس چلا گیا تو صوفی مذکور کو دیکھتے ہی اپنے ہوش و

حواس کھو بیٹھا۔ نماز ذکر وفکر اور سب عبادتیں بھلا بیٹھا حتیٰ کہ اس کو اپنے ستر تک ڈھانکنے کا احساس بھی نہ رہا۔

ایک روز خلیفہ میاں علی بخش اور خلیفہ میاں سعید خان اس شخص کو میرے پاس لے کر آئے اور بولے کہ اسے حضرت والا کی خدمت میں حاضر کر کے اس حالت سے نجات دلائیں۔ احباب کے کہنے پر میں نے اس کو لے جا کر حضرت والا کے حضور پیش کر دیا۔ صورتحال عرض کر کے میں نے التجا کی کہ یا حضرت اس پر توجہ فرمائیں تا کہ یہ شخص پھر ہوش وحواس میں آ کر ذکر وفکر کرنے اور نماز پڑھنے لگے۔

حضرت والا نے فرمایا ''یہ اس حال میں بھی اللہ تعالیٰ سے مشغول ہے۔ اللہ تعالیٰ واحد ہے۔'' لیکن جب میں نے بڑی منت ساجت کی تو آپ نے اس شخص پر شفقت کے ساتھ توجہ فرمائی۔ حضرت والا کے توجہ فرماتے ہی اس پر سے صوفی فضل اللہ کا اثر زائل ہوگیا وہ جذب کی حالت جاتی رہی اور ہوش حواس میں آ کر پہلے کی طرح ذکر وفکر، نماز وروزہ میں مشغول ہوگیا۔

ولی اللہ کا تصرف: حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ ایک ولی اللہ جنگل بیابان میں رہتا تھا۔ اس کو کسی شرعی مسئلہ میں کچھ اشکال درپیش ہوا۔ اس مقام سے دور فاصلہ پر ایک قافلہ حج کو جا رہا تھا۔ اس قافلہ میں ایک تبحر عالم بھی شامل تھا۔ اس ولی اللہ کے تصرف سے وہ قافلہ راستہ بھول کر اسی مقام پر آ پہنچا۔ اس ولی اللہ نے اس تبحر عالم سے اپنا اشکال حل کروالیا۔ اس کے بعد عالم نے ولی اللہ سے کہا آپ کسی بڑے شہر میں جا کر قیام فرمالیں جہاں بہت سے علماء موجود ہوں گے تا کہ آپ کو جب کبھی کسی مسئلہ کے دریافت کرنے کی ضرورت پیش آئے وہیں آپ علماء سے مسئلہ حل کرالیا کریں۔ اس بزرگ نے جواب دیا ہمیں اس جگہ قیام کرنا مناسب ہے۔ اگر پھر کبھی ہمیں کسی مسئلہ میں کوئی اشکال پیش آیا تو اللہ تعالیٰ خود ہی کسی آپ جیسے عالم کو راستہ بھلا کر ہمارے پاس پہنچا دے گا اور ہم اس سے یہیں مسئلہ حل کرالیں گے۔''

امام الاولیاء، شیخ المشائخ حضرت سید محمد راشد روزہ دھنی قادری قدس اللہ سرہٗ العزیز کے ملفوظات شریف کا مذکورہ بالا تجزیہ اس حقیقت پر دال ہے اور اس امر کی واضح نشاندہی کرتا ہے کہ آج کے پُرفتن دور کے مضطرب اور پریشان حال انسان کے لئے آپ کی تعلیمات نور کی ایک ایسی شعاع ہے جو اس کے مضطرب دل کو سکون عطا کر سکتی ہے اور رہِ حیات کی ظلمتوں کو اجالوں سے بدل کر صراطِ مستقیم پر گامزن کر سکتی ہے۔ نیز آپ کے ملفوظات میں وصالِ حق اور معرفت وعرفانِ الٰہی کے حصول کا وہ مؤثر اور زود رساں طریق موجود ہے جس پر عمل پیرا ہو کر فتنہ وفساد کے اس دور میں سالکانِ حق اور طالبانِ راہِ ہدایت پورے یقینِ کامل اور عزم بالجزم کے ساتھ اپنے سفرِ حیات کے مقاصد کو حاصل کر سکتے ہیں اور زندگیِ جاوید کے مقصود تک رسائی پا سکتے ہیں۔ بزرگانِ کرام کے ملفوظات ومکتوبات مردہ دلوں کے لئے آبِ حیات ہیں۔ بوالہوی، خودغرضی اور نفسانفسی کے اس عہد میں ان سے استفادہ کی اہمیت دوچند بلکہ سہ چند ہوگئی ہے۔ قبل اس کے کہ دل کی پژمردگی کے ساتھ ساتھ ہماری روح بھی مرجائے ہمیں آبِ حیات کے ان چشموں سے سیراب ہو کر حقیقت آشنائی اور حق آگہی کی دنیائے جاودانی میں واپس آ جانا چاہئے جو ایک مومن کی حیات کا مقصودِ اصلی ہے۔

چو ہست آبِ حیاتت بدست تشنہ مَمیر
فلاتمتُ و من الماءِ کلّ شیءٍ حیّ
(حافظ)

(جبکہ تجھے آبِ حیات حاصل ہے، پیاسا نہ مر، پس نہ مر تو اور پانی سے ہر چیز زندہ ہے)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اولیائے کرام سے محبت کرنے اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

کارِ خود گر بخدا باز گذاری حافظ
اے بسا عیش کہ بابختِ خدا دادہ کنی

حوالہ جات

۴۳ ایضاً، ص: ۱۹۲، ۱۹۳

۴۴ ایضاً، ص: ۲۰۰، ۲۰۱

حقوقِ والدین

شبانہ خاتون بنت وصی احمد*

الحمد للّٰہ وحدہٗ والصلاۃ والسّلام علی من لا نبی بعدہٗ۔

اللہ رب العالمین کا بے پایاں شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں والدین کے سایۂ عاطفت میں پرورش پانے اور پھر ہمیں ان کی خدمت کرنے کا موقع عنایت فرمایا جن کی خدمت کر کے ہمیں دونوں جہاں کی سعادت نصیب ہوگی ان شاء اللہ۔

انسانوں میں انسان پر سب سے زیادہ حقوق اللہ ورسول کے بعد ان کے والدین کے ہیں جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

''ووصّینا الانسان بوالدیہ حملتہ اُمّہٗ وھنا علی وھنٍ وّفصالہٗ فِی عامین ان اشکُرلی ولوالدیک o''

(سورہ لقمان: ۱۴)

ترجمہ: ''اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا، آخر مجھی تک آنا ہے۔''

مذکورہ آیتِ کریمہ سے واضح ہے کہ والدین کے اولاد پر بہت سارے احسانات ہیں جیسا کہ ماں کے لیے کہا گیا ہے کہ اس نے اپنی اولاد کو اپنے شکم میں نو مہینہ تک اٹھائے رکھا اور دو سال تک اسے دودھ پلایا۔ یہ تو پیدائش سے پہلے اور شیر خواری تک کے احسانات ہیں اور نہ جانے بڑا ہونے تک ان کے آرام وراحت کے لیے کتنی پریشانیاں اور اذیتیں برداشت کیں، راتوں کو اپنی نیندیں حرام کیں تاکہ اولاد آرام سے سوئے۔

اسی طرح باپ بھی آغوشِ مادر سے لے کر جب تک اولاد اس قابل نہ ہو جائے کہ اپنا کام خود کر سکے زندگی کی بقاء، افزائش، غذا و خوراک اور دیگر ضروریاتِ زندگی کی فراہمی کے لیے سرگرداں رہتے ہیں پھر ان کی تعلیم وتربیت کے لیے وہ برابر کوشاں رہتے ہیں انہیں احسانات کی وجہ سے اللہ عزوجل نے ماں باپ کے ساتھ نیکی اور ان کے احسانات کی قدر شناسی کی سخت تاکید فرمائی ہے۔

اللہ نے اپنی عبادت وبندگی کے ساتھ ساتھ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور اچھا برتاؤ کرنے کی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وقضی ربُّک الاّ تعبُدُوْا الّا ایاہ وبالوالدین احسانا''

(بنی اسرائیل: ۲۳)

ترجمہ: ''اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔''

ماں باپ کا اولاد پر یہ حق ہے کہ ان کے ساتھ نیکی کریں۔ قول وعمل، مال اور اعضاء وجوارح ہر ایک سے ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آئیں۔ ان کا حکم بجالائیں بشرطیکہ اللہ کی معصیت نہ ہو۔ ان سے نرمی اور کشادہ روئی سے پیش آئیں اور حسب حال ان کی مناسب خدمت کرتے رہیں۔ بڑھاپے، بیماری، کمزوری کے وقت ان کی خدمت سے ملول خاطر نہ ہوں اور انہیں بوجھ نہ سمجھیں کیونکہ عنقریب انہیں بھی اسی مرحلے سے گزرنا ہوگا اور اگر مقدر میں ہوگا تو وہ بھی ماں باپ بنیں گے جیسا کہ ان کے والدین ہیں وہ بھی بڑھاپے کو

*ریسرچ اسکالر، شعبۂ اردو، آرٹ فیکلٹی بی۔ ایچ۔ یو۔ وارانسی۔

پہنچیں گے اور اپنی اولاد کے حسنِ سلوک کے محتاج ہوں گے جیسا کہ ان کے والدین کو ان کی ضرورت ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کو اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے افضل بتایا ہے۔ جیسا کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد ہے وہ فرماتے ہیں:

''قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہ! اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ؟ فَقَالَ. الصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِھَا. قُلْتُ. ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ. قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ. اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ.''

(صحیح بخاری و مسلم)

ترجمہ: میں نے عرض کیا، اے اللہ عزوجل کے رسول ﷺ! اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے کہا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔ میں نے کہا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔

واضح رہے کہ والدین کے احسان کا معاملہ اتنا عظیم ہے کہ ان کی جتنی بھی خدمت کی جائے کم ہے۔ اولاد کسی بھی صورت میں والدین کے سلوک کا بدلہ نہیں چکا سکتی۔ حدیث پاک میں وارد ہے:

''عَنْ اَبِی اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلاً قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا؟ قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ.'' (ابن ماجہ ص ۲۷)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول! والدین کا حق اس کی اولاد پر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ دونوں (ماں باپ) تمہاری جنت اور جہنم ہیں۔''

اس حدیث میں یہ حقیقت منظرِ عام پر لائی گئی ہے کہ والدین کی خدمت کرنے سے جنت میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوگا اور ان کی نافرمانی کرنے سے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

اولاد کو چاہیے کہ اللہ کی خوشنودی کے لیے والدین کو خوش رکھیں کیونکہ اللہ کی خوشی والدین کی خوشی میں ہے۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے والدین موجود ہوں یا ان دونوں میں سے کوئی ایک ہوں جن کی خدمت گزاری کر کے فلاح و کامرانی حاصل کر سکتے ہیں۔ افسوس ان لوگوں کو ہوگا جن کے والدین ان کی کم سنی میں انتقال کر گئے ہوں۔ اب جب کہ وہ والدین کی خدمت کے قابل ہوئے ہیں خدمت گزاری سے محروم ہیں۔ علامہ اقبال نے اپنی مرحومہ ماں کی قبر پر رو رو کر یہ شعر کہا۔

ماں باپ سے رکھ دوستی ماں باپ پھر ملتے کہاں
مت ہو خفا ان پر کبھی ماں باپ پھر ملتے کہاں

ہر چند کہ قرآن و حدیث میں والدین کی اہمیت، ان کے حقوق اور ان کی نافرمانی کے متعلق تفصیلات درج ہیں لیکن موجودہ دور میں لوگوں نے والدین کے حقوق کی اہمیت کو پامال کر رکھا ہے اور نافرمانی و قطع رحمی کو اپنا شیوہ بنالیا ہے۔ بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو ماں باپ کے حق کا قطعاً پاس و لحاظ نہیں رکھتے ان کی تحقیر و تذلیل کرتے رہتے ہیں اور اپنے آپ کو ان سے بلند بالا سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو دنیا و آخرت یعنی دونوں جہاں میں ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

اللہ پاک ہمیں ماں باپ کی قدر شناسی اور تاحیات خدمت گزاری کی توفیق بخشے اور ان کی ناقدری و نافرمانی سے بچائے۔ آمین!

بزم صدر الشریعہ کی منور و تاباں

ایک شمع رہ گئی تھی سووہ بھی خموش ہے!

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام یٰسین راز امجدی اعظمی ابن الحاج اصغر علی ابن علامہ حافظ خیر اللہ ابن الحاج محمد طیب عدنی علیہ الرحمۃ والرضوان ۱۹۳۲ء میں تحصیل گھوسی ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے اور پھر ۱۵؍جولائی ۲۰۰۷ء بمطابق ۲۹؍جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ کو انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مفتی صاحب راقم کے والد ماجد شیخ حمید اللہ قادری حشمتی (م ۱۴۱۰ھ/۱۹۸۹ء) علیہ الرحمۃ کے قریبی دوستوں میں سے تھے اور مفتی صاحب احقر سے بھی بہت زیادہ اس لیے شفقت فرماتے تھے کہ وہ سعود آباد کے ابتدائی ہم مسلک ساتھیوں میں سے شیخ حمید اللہ قادری سے بہت محبت فرماتے تھے۔ ہمارے والد فرمایا کرتے تھے اور مفتی صاحب نے بھی اس کی ہمیشہ تائید فرمائی کہ سعود آباد کی جامع مسجد طیبہ کی بنیاد جن افراد نے ۱۹۵۹ء/۱۹۶۰ء میں رکھی تھی، اس میں عبدالمصطفیٰ الازہری علیہ الرحمۃ، پروفیسر سید شاہ فرید الحق، علامہ غلام یٰسین امجدی، احقر کے نانا جان مولانا محمد عبدالوکیل (م ۱۹۶۱ء) علیہ الرحمۃ (جو امام احمد رضا کے مرید تھے) اور والد ماجد شامل تھے۔ والد صاحب ۱۹۶۱ء میں سعود آباد سے شہر گرومندر کے مکان منتقل ہوگئے اور اپنا گھر قبلہ عبدالمصطفیٰ الازہری کو فروخت کردیا تھا مگر والد صاحب کا سلسلہ سعود آباد آنے جانے کا برابر رہا اور مفتی صاحب سے بھی برابر ملاقاتیں رہیں اور پھر جب دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ قائم ہوگیا تو والد صاحب جمعہ اور عیدین کی نماز وہاں ادا کرنے جاتے۔ ان تمام باتوں کی گواہی آج حضرت مولانا حسن حقانی صاحب اور پروفیسر سید شاہ فرید الحق صاحب دونوں دیتے ہیں۔

والد صاحب علیہ الرحمۃ امام احمد رضا سے بے انتہا محبت کرتے تھے اور جو عالم امام احمد رضا کا محبت سے نام لیتا یا ان کی تعلیم کو آگے بڑھاتا، والد صاحب ان علماء کی بہت تعظیم و توقیر فرماتے۔ چنانچہ دارالعلوم امجدیہ کے تمام ہی تمام اکابرین بشمول مفتی محمد ظفر علی نعمانی علیہ الرحمۃ (احقر کے شیخ مجاز) سے نہ صرف محبت کرتے تھے بلکہ ہر لحاظ سے دارالعلوم امجدیہ اور دیگر مساجد اور مدارس کی خدمت بھی بجالاتے۔ احقر والد صاحب کے انتقال کے بعد جب مفتی صاحب کے پاس پہنچا تو انہوں نے دیر تک گلے لگا کر پیار کیا اور والد صاحب کو یاد کرتے رہے۔ بیماری کے باعث میت میں شریک نہ ہوسکے تھے۔ بعد میں گھر پر آکر تعزیت فرمائی۔

مفتی صاحب نے اگرچہ صدرالشریعہ سے ابتدائی کتب پڑھیں اور تکمیل حضرت علامہ ازہری صاحب اور پھر دورۂ حدیث حضرت مفتی اعظم اور محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ سے کیا مگر آپ کو حضرت علامہ امجد علی علیہ الرحمۃ اور ان کے خاندان سے محبت وانسیت رہی اور فقیر نے محسوس کیا کہ قبلہ عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد آپ مکمل کنارہ کش ہوگئے۔ آپ نے حق شاگردی بھرپور طریقے سے ادا کیا۔ اولاً مدرسہ قائم کرکے اپنے لیے بھی اور اپنے استاد کیلئے بھی صدقۂ جاریہ کا اہتمام کردیا اور دوسرے یہ کہ اپنے مدرسہ میں ابتدائی کتب خود پڑھا کر سنت امجدی کو قائم رکھا۔ حضرت صدر الشریعہ اپنے طلبہ کو آخری کتابوں سے قبل ابتدائی کتب پڑھانے کا بھی خود بندوبست کرتے تھے جبکہ آج کل کے شیوخ الحدیث کا یہ مزاج نہیں ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ شاید سینئر اساتذہ اس کو عیب سمجھتے ہیں لیکن احقر کا بھی ۳۰ سال کا تعلیمی تجربہ ہے اور احقر بھی ہمیشہ ابتدائی کتب (دنیاوی تعلیم کی بات کررہا ہوں کہ میرا شعبہ تعلیم علم ارضیات ہے) اپنے طلبہ کو پڑھاتا ہے کہ ابتدائی علوم کے Concept

اگر طلبہ کے ذہن نشین ہوجاتے ہیں تو پھر بڑی اور advanced کتب ان کے لیے دشوار نہ ہوں گی۔ مفتی صاحب بھی حضرت صدر الشریعہ کے طریق پر عمل کرتے ہوئے وصال سے قبل تک آخری کتابوں کے علاوہ ضروری ابتدائی کتب اپنے طلبہ کو ضرور پڑھاتے۔

مفتی صاحب، امام احمد رضا سے چونکہ گہری محبت رکھتے تھے اس لیے ہمارے ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے تمام اراکین سے عموماً اور خصوصاً احقر اور قبلہ سید وجاہت رسول قادری صاحب سے بہت محبت و شفقت فرماتے۔ آپ ہمارے کام اور طریقہ کار سے ہمیشہ مطمئن رہے اور ہمارے اس نظریہ کے حمایتی رہے کہ آپ لوگ اغیار میں جا کر جو کام کررہے ہیں اور ان جیسے لوگوں سے ان کہی کہلوار ہے اور لکھوار ہے ہیں یہ آپ لوگوں کی بڑی کامیابی ہے۔ ہم نے ایک موقع پر کہا بھی کہ حضرت ہمارے اس کام کے طریقہ کار سے کچھ حضرات خوش نہیں ہیں اور انہوں نے فتوے بھی لگانے کا اہتمام کر رکھا ہے۔ فرمایا: ''کون تم لوگوں سے خوش نہیں، چلو ہم تمہاری کانفرنس میں خود آئیں گے اور مقالہ پڑھیں گے۔'' چنانچہ آپ نے ہماری سترھویں امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۷ء میں جو ہوٹل شیرٹن میں منعقد ہوئی، طبیعت کی ناسازی کے باوجود شرکت فرمائی اور جد الممتار علی رد المحتار کے حوالے سے ایک پر مغز مقالہ بھی پڑھا جو معارف رضا کے ۱۸ ویں شمارے میں شائع بھی ہوا۔ اس مقالہ کے بعد آپ نے امام احمد رضا کے حاشیہ جد الممتار کا اردو زبان میں ترجمہ کرنے کا ارادہ فرمایا جو پایۂ تکمیل کو پہنچا اور الحمد للہ وہ شائع بھی ہوگیا۔ مفتی غلام یٰسین علیہ الرحمہ کے علاوہ مفتی وقار الدین علیہ الرحمہ نے بھی ہمارے ادارے کی کارکردگی کو ہمیشہ سراہا اور وہ ہم سے کہتے تھے کہ آپ لوگ خاموشی سے کام کیے جائیں اور جو کوئی کچھ کہہ رہا ہے، اس کو کہنے دیجئے۔ اسی طرح علامہ مولانا مفتی ظفر علی نعمانی صاحب بھی ہمارے ادارہ کی کاوشوں سے ہمیشہ خوش رہے۔ اسی خوشی میں انہوں نے احقر اور سید وجاہت رسول قادری صاحب کو دار العلوم امجدیہ بلا کر اپنے وصال سے ایک سال قبل سلسلۂ قادریہ رضویہ امجدیہ کی خلافت و اجازت عطا فرمائی۔

حضرت مولانا امجد علی علیہ الرحمہ کا فیض پاکستان میں عموماً اور شہر کراچی میں خصوصاً اور دار العلوم امجدیہ رضویہ کے ذریعہ احسن طریقہ سے جاری وساری ہے۔ احقر کا خیال ہے کہ پاکستان بننے کے بعد شہر کراچی میں جتنے بھی علماء فارغ ہوئے ہیں اور مدارس قائم کیے وہ ایک یا دو واسطوں سے مولانا امجد علی کے شاگرد رشید ہیں اسی طرح اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قلمی و علمی فیض اور ان کے خلفاء کے ذریعہ تعلیمی فیض الحمد للہ جاری وساری ہے اور اللہ کی ذات سے امید ہے کہ فیضِ رضا اور فیضِ امجدی تا صبح قیامت جاری وساری رہیں گے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قبل تقسیم کراچی کے علماء اور دار العلوم امجدیہ کے سن ۲۰۰۰ء تک کے فارغ التحصیل علماء پر تحقیقی کام کیا جائے اور اس کی تاریخی تناظر میں اس طرح تدوین کی جائے کہ تاریخ میں یہ تمام علماء اور ان کے ادارے محفوظ رہ جائیں۔

احقر، مفتی صاحب کے صوری و معنوی اولاد سے امید رکھتا ہے کہ مفتی صاحب کی تصانیف بالخصوص ان کے فتاویٰ کو اکٹھا کر کے شائع کرنے کا بھی بندوبست کریں گے تاکہ ان کے تحقیقی اور علمی فتاویٰ سامنے آسکیں ورنہ دورِ حاضر کے مفتیان جس ڈگر پر جارہے ہیں، آئندہ برسوں میں اہلِ سنت و جماعت کی پریشانی بڑھ جائے گی۔ ان فتاویٰ کے بعد کم از کم علماء کو اسلاف کے علمی مقام اور ان کے مرتبہ و منصب سے آگاہی رہے گی اور وہ اگر اسلاف سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہیں تو وہ اپنے اسلاف کے ان علمی ورثوں کی قدر کرتے ہوئے ان کے کام کو آگے بڑھائیں گے۔ احقر اپنی اور ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی جانب سے مولانا شاہ محمد تبریزی القادری کو مبارکباد پیش کرتا ہے کہ انہوں نے اپنے استاذِ گرامی مفتی صاحب پر ایک ابتدائی کتابچہ بعنوان ''آئینہ از ہری میں چہرۂ یٰسین'' لکھ کر کئی باتوں کو تاریخ میں نہ صرف محفوظ کردیا بلکہ اہلِ علم کے لئے ان پر کام کرنے کے لئے راہ بھی متعین کردی۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

منقبت حضرت تحسین رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ

کلام: مولانا کوثر بریلوی

اِک امامِ وقت اِک شیخِ زماں ہم سے گیا
اِک اصولِ دینِ رب کا پاسباں ہم سے گیا

اسوۂ نبوی کا پیکر تھی سراپا جس کی ذات
علمِ وحدت کا وہ بحرِ بیکراں ہم سے گیا

خوفِ رب، حُبِّ نبی کا جو سراپا تھا جمال
سوز و سازِ عشق کا وہ ترجماں ہم سے گیا

ابنِ حسنینِ رضا تھا وہ کہ تحسینِ رضا
چھوڑ کے کتنے نشانوں کا نشاں ہم سے گیا

رونقِ ممبر بھی تھا اور زینتِ محراب بھی
کیا کہوں وہ حاملِ سوزِ نہاں ہم سے گیا

کیسی کیسی ہے حقیقت نام میں اس کے نہاں
داستانوں کی جو تھا اک داستاں ہم سے گیا

جس کی تقریریں ہیں کانوں میں تو صورت ذہن میں
کون کہتا ہے کہ ایسا خوش بیاں ہم سے گیا

محرمِ رازِ مئے عرفاں کا تھا جو راز داں
آج کوثر ایسا اک پیرِ مغاں ہم سے گیا

دنیائے سنیت کے دو رخشندہ ستارے

نبیرۂ استاذِ زمن صدر العلماء علامہ تحسین رضا خاں بریلوی کا سانحۂ ارتحال

ضیغمِ اہلسنّت علامہ مولانا حسن علی رضوی میلسی *

جب تری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی
جان لینے کو دلہن بن کے قضا آئی ہے

دنیائے اہلِ سنت میں یہ المناک خبر وحشت اثر نہایت رنج و ملال سے سنی جائے گی کہ ہندوستان میں برادرِ اعلیٰ حضرت استاذِ زمن تاجدار سخن مولانا حسن رضا خاں حسؔن بریلوی علیہ الرحمۃ کے نبیرۂ محترم فاضل جلیل علامہ حسنین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلف اوسط صدر العلماء علامہ تحسین رضا خاں بریلوی اور پاکستان میں خلیفۂ اعلیٰ حضرت فقیہہِ اعظم مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی علیہ الرحمۃ کے شہرہ آفاق فرزند دلبند منفرد و مثالی وممتاز خطیب و کہنہ مشق مصنف جن کے بیان و کلام اور حسن بیان میں غضب کی جاذبیت و تاثیر تھی، وہ عظیم المرتبت خطیب ایشیا علی الاطلاق سلطان الواعظین حقیقی شیرِ پنجاب حضرت علامہ ابو النور مولانا محمد بشیر کوٹلوی رحلت فرما گئے اور دنیائے سنیت کو داغِ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کا حلاوتوں سے بھرپور پُر جوش اندازِ خطابت اور ان کی گھن گرج و شعلہ بیانی مدتوں یاد رہے گی ان کی دل و دماغ میں اتر جانے والی پُرسوز و پُرتاثیر مدلل وموثر تحریریں علمی حلقے فراموش نہ کرسکیں گے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما۔ حضرت سلطان الواعظین علامہ ابو النور علیہ الرحمۃ کی شخصیت کی عظمت پر چونکہ اسی شمارہ رضائے مصطفیٰ میں مفصل مقالہ شاملِ اشاعت ہورہا ہے، اس لیے حضرت صدر العلماء علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ کے مختصر و جامع احوال گرامی پیش کیے جاتے ہیں۔

حضرت استاذِ زمن مولانا حسن رضا خاں صاحب حسؔن بریلوی علیہ الرحمۃ کا آبائی مکان محلّہ سوداگراں خانقاہ عالیہ رضویہ کے شمال میں تھا جس میں آج کل حضرت علامہ صاحبزادہ مولانا منان رضا خاں منانی دامت برکاتہم سکونت پذیر ہیں۔ صدر العلماء علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ کی ولادت ۱۴ رشعبان المعظم ۱۹۳۰ء میں اسی مکان میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ کے عظیم المرتبت والدِ گرامی فاضل جلیل مولانا حسنین رضا علیہ الرحمۃ نے آپ کو دار العلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام میں داخل کرادیا۔ آپ حضور محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ سے بہت متاثر تھے اور ایک آپ ہی کیا، منظر اسلام کے تمام طلباء خواہ ان کے اسباق محدثِ اعظم کے پاس ہوں یا نہ ہوں، آپ سے یکساں عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ جب حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے مسجد بی بی جی صاحبہ محلّہ بہاری پورڈ حال میں دار العلوم مظہر اسلام قائم کیا تو آپ نے مظہر اسلام میں داخلہ لے لیا۔ یہاں حضرت محدثِ اعظم صدر المدرسین و شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے اور حضرت محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کی تدریس کا ڈنکہ چار دانگ ہند میں بج رہا تھا اور دار العلوم مظہر اسلام طالبانِ علومِ دینیہ اور تشنگانِ علوم احادیث کا مرجع اعظم بنا ہوا تھا۔ علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ نے یہاں چند کتابیں حضرت محدث اعظم سے پڑھیں جن سے آپ کے ذہن و قلب پر ایسا اثر ہوا کہ جب پاکستان معرضِ وجود میں آیا اور حضور محدثِ اعظم علیہ الرحمۃ پاکستان تشریف لے آئے اور یادگار رضا دار العلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام قائم کیا تو علامہ تحسین رضا خاں علیہ

* بانی و سرپرست، بزمِ انوار رضا اہلِ سنت، خطیب جامع مسجد فریدیہ، بلدیہ میلسی

الرحمۃ بھی تحصیل علوم کے لیے یہاں تشریف لے آئے حالانکہ وہاں دارالعلوم بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد کے بعض اکابر مدرسین جید اساتذہ موجود تھے۔ حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ نے مکمل دورۂ حدیث شریف حضور محدثِ اعظم علیہ الرحمۃ سے جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور میں پڑھا اور سندِ فراغت و دستار حاصل کی۔ ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء کے جلسہ دستارِ فضیلت میں آپ عظیم المرتبت والا گرامی خلیفۂ و برادر زادۂ اعلیٰ حضرت علامہ حسنین رضا بریلی اور حضرت علامہ حکیم حسین رضا خاں بریلوی ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا حسن بریلوی قدس سرہما اور امام المتکلمین محدثِ اعظم ہند مولانا ابو المحامد سید محمد محدث کچھوچھوی، مفتیِ اعظم پاکستان علامہ ابو البرکات سید احمد قادری رضوی علیہما الرحمۃ بھی جلوہ افروز تھے۔ حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ فارغ التحصیل ہو کر واپس بریلی شریف پہنچے اور دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی صاحبہ میں مدرس اور مفتی مقرر کر دیئے گئے۔ کچھ عرصہ بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام میں مدرس اور پھر صدر المدرسین و شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے اور پھر آخر میں جامعہ نوریہ رضویہ عیدگاہ بریلی شریف میں صدر المدرسین و شیخ الحدیث کے طور پر تعینات ہوئے۔

آپ ایک ماہر استاذ اور عبقری مدرس اور استاذ الاساتذہ تھے۔ پورا درسِ نظامی مستحضر تھا۔ آپ کے نامور جلیل القدر طلباء ہندوستان بھر میں دینی و مسلکی اور تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ فقیر راقم الحروف (محمد حسن علی رضوی) کی چند بار حاضری کے موقعہ پر فقیر کے پاس افریقی رضوی دارالاقامہ کی بالائی منزل میں تشریف لاتے اور مجھ سے حضور محدثِ اعظم پاکستان کی باتیں سنتے رہتے اور بہت مسرور ہوتے اور مجھ فقیر کو حضور محدثِ اعظم کی یادگار باتیں سناتے اور دل پر چوٹ لگتی تھی۔ فقیر کو دو بار اپنی مسجد اور جامعہ نوریہ رضویہ عیدگاہ بریلی شریف بھی لے گئے اور اپنے دولت کدہ پر محلہ کانکر ٹولہ اکبری مسجد شہر کہنہ فقیر کی تقریر بھی کروائی اور زبردست پُر تکلف استقبالیہ دیا۔ فقیر کے بیان سے بہت مسرور ہوئے۔ طلباء اور علماء بھی کثیر تعداد میں موجود تھے۔ اپنے دولت کدہ پر دعوت بھی فرمائی۔ اس اکبری مسجد جہاں حضور محدثِ اعظم اور مولوی منظور سنبھلی کا مناظرہ ہوا تھا، جگہوں اور مقامات کی نشاندہی کر کے سب کچھ بتایا۔ فقیر نے اس بات کی تصدیق چاہی کہ کیا نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسر اعظم حضور جیلانی میاں قدس سرہٗ نے بھی حضور محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہٗ سے پڑھا ہے؟ فرمایا، ہاں حضرت محدثِ اعظم پاکستان حضرت جیلانی میاں قدس سرہٗ کو اپنی مسند پر اپنے پاس بٹھا کر پڑھاتے تھے اور ان کے بھائی حضرت مولانا حماد رضا خاں خلف اصغر سیدی حجۃ الاسلام قدس سرہٗ کو بھی پڑھاتے تھے اور حضرت حجۃ الاسلام قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت جیلانی میاں کو رغبت دلانے کے لیے فرمایا کرتے تھے، ''جیلانی میاں دیکھو کل کی بات ہے کہ مولانا سردار صاحب نے اسی مدرسہ منظر اسلام میں میزان شروع کی تھی، ماشاء اللہ آج خود علم و فضل کی میزان نظر آتے ہیں۔''

حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ اپنے جلیل القدر اسلاف کی علمی و روحانی امانتوں کے امین تھے۔ اسلاف کی یادگار تھے۔ مسلکِ سیدنا اعلیٰ حضرت کے محافظ و پاسبان تھے۔

ابھی کچھ عرصہ پہلے لاؤڈ اسپیکر پر نماز، ویڈیو، موووی، فوٹو تصاویر وغیرہ مسائل پر جب امیر دعوتِ اسلامی نے مسلکِ اعلیٰ حضرت سے عدول اور اکابر خلفاء اعلیٰ حضرت سے انحراف کیا تو صدر العلماء علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ نے فقیر کی تحریری اور زبانی و قلمی تائید و حمایت فرمائی اور دعوتِ اسلامی کی اصلاح کے سلسلہ میں فقیر کے مضامین اور رسائل کو بہت پسند فرمایا، اس کی تصدیق مولانا اجمل رضا رضوی سلمہ موڑ ایمن آباد گوجرانوالہ سے بھی ہوئی۔

اسی طرح مسئلۂ مغفرت ذنب کے سلسلہ میں جب بعض ننھے منے اونے پونے خودساختہ محققین نے سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے ترجمہ مبارکہ کنزالایمان کی بزعم جہالت تغلیط کرنا چاہی اور فقیر راقم الحروف (محمد حسن علی الرضوی غفرلہٗ) نے جوابات لکھنا چاہے تو بعض نایاب تفسیری حوالوں کے لیے حضرت علامہ تحسین رضا خانصاحب علیہ الرحمۃ کو عریضہ لکھا۔ حضرت ممدوح نے فوراً مفصل جواب دیا اور نو دس تفاسیر معتبرہ کے مفصل حوالہ جات فراہم کئے اور فرمایا کہ بعض تفاسیر میرے کتب خانہ میں نہ تھیں حضرت ازہری میاں سلمہٗ کے ہاں سے منگوا کر حوالہ جات ارسال کر رہا ہوں۔

ایک مرتبہ فقیر نے اکبری جامع مسجد شہر کہنہ بریلی شریف جہاں حضور محدثِ اعظم علیہ الرحمۃ کا مولوی منظور سنبھلی سے مناظرہ ہوا تھا، مسجد کی تصاویر منگوائیں تو حضرت ممدوح نے اندر باہر کی متعدد تصاویر ارسال فرمائیں۔

فقیر ایک مرتبہ ان کی دعوت پر ان کے دولت کدہ پر حاضر تھا تو ان سے معلوم کیا کہ آج کل کے جدت وبدعت پسند محققین یہ کہتے ہیں کہ مصر کے علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ کیمرہ سے لی گئی عکسی تصاویر ناجائز نہیں، قلمی یا مورتی کی صورت میں بنائی گئی تصاویر کی ممانعت کے احکام ہیں۔ فرمایا، اس سلسلہ میں حضور سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے تین اہم رسائل ہیں اور حضور اعلیٰ حضرت اور سرکار مفتیٔ اعظم قدس سرہما کے پچاسوں فتاویٰ مبارکہ حرف آخر ہیں، جن لوگوں سے عمل نہیں ہوسکتا، وہ ایسے ہی راستے اختیار کرتے ہیں۔

حال ہی میں بریلی شریف سے حضرت جانشین مفتیٔ اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری میاں دامت برکاتہم کا جامع و محقق رسالہ ''ٹی۔ وی، مووی کا آپریشن'' منظر عام پر آیا ہے جس میں حضرت علامہ احسن میاں برکاتی مارہروی، محدثِ کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی، مولانا مفتی تقدس علی خاں صاحب، مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی کے ساتھ صدر العلماء مولانا تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ کی بھی بھرپور تائید وتصدیق ہے۔

جب حضور محدثِ اعظم قدس سرہٗ کا وصال ہوا تو شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم قبلہ علیہ الرحمۃ نے روح پر منظوم تاثرات ارقام فرمائے تھے۔ نظم کی صورت میں بعض تلامذہ کا تذکرہ بھی تھا۔ حضور مفتیٔ اعظم قبلہ نے علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ کے لیے فرمایا تھا۔

پیارے تحسین الرضا سے پوچھئے
شغلِ تحسینِ رضا جاتا رہا

علامہ تحسین رضا ایک قادرالکلام شاعر اور ادیب وار یب بھی تھے۔ انہوں نے بکثرت روح پر نعتیں اور منقبتیں لکھی ہیں۔ ایک نعت شریف۔

جس کو کہتے ہیں قیامت، حشر جس کا نام ہے
درحقیقت تیرے دیوانوں کا جشنِ عام ہے

حضرت مفتیٔ اعظم قبلہ قدس سرہٗ نے سماعت فرمائی تو گراں قدر انعام سے نوازا اور بہت مسرور ہوئے۔

حضرت علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمۃ کو اہلِ بریلی اور خانوادہ کے افراد ''صاحب'' کے عرف سے یاد کرتے ہیں۔ حضرت مفتیٔ اعظم نے متعدد بار فرمایا: ''صاحب کے سبھی صاحبزادے ماشاء اللہ بہت خوب ہیں، ذی علم ہیں، مگر تحسین میاں سلمہ کا جواب نہیں ہے۔''

فقیر کی بریلی شریف کی حاضری کے دوران ایک دن فرمایا کہ میں جب جامعہ رضویہ لائل پور میں پڑھتا تھا، مولانا ابوالانوار محمد مختار صاحب دیال گڑھی سے کچھ کتابیں لی تھیں، ان سے میرا سلام کہہ کر کہیں کہ وہ کتابیں مجھے معاف کردیں۔ فقیر نے واپسی پر مولانا مفتی محمد مختار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا تو وہ کہنے لگے، میں نے پہلے

ہی معاف کردی ہیں۔

ایک بار ان کے دولت کدہ پر ہی فقیر نے کہا کہ حضرت استاد زمن علیہ الرحمۃ کے مزار شریف کی زیارت کرنی ہے۔ فرمایا، ہاں وہ حضرت امام العلماء (مولانا رضا علی خاں صاحب) رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت رئیس الاتقیاء (مولانا علامہ نقی علی خاں) علیہ الرحمۃ کے قریب ہے۔ اپنے برادرِ عزیز حضرت مولانا حبیب رضا خانصاحب مدظلہٗ سے فرمایا، انہیں سٹی قبرستان میں دادا جان رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر لے جائیں۔ اسی طرح فقیر ان تینوں بزرگوں کے مزارات کی زیارت سے فیض یاب ہوا۔

جب حضرت سیدی مفتی اعظم قبلہ قدس سرہٗ کا وصال شریف ہوا تو حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ نے چھوٹی بی صاحبہ (اہلیہ محترمہ حضرت مفتی اعظم) سے نمازِ جنازہ پڑھانے کی اجازت لے لی تھی مگر بعض وجوہ کے سبب ایسا نہ ہو سکا۔

حضرت صدر العلماء ایک جامع معقول و منقول متصلب سنی رضوی عالم دین عبقری مدرس و مفتی تھے اور اصول و فروعات کے جملہ مسائل میں سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے مسلک حق پر سختی سے پابند تھے۔

حضرت ممدوح کا انتقال پر ملال دنیائے اہلسنت خانوادۂ اعلیٰ حضرت اور علمی حلقوں کے لئے ایک عظیم سانحہ اور ناقابل تلافی حادثہ ہے۔

آپ کی اولاد امجاد میں (۱) مولانا صاحبزادہ حسان رضا خاں صاحب رضوی (۲) مولانا رضوان رضا خاں صاحب (۳) مولانا حبیب رضا خاں رضوی اور ایک صاحبزادی عارفہ بیگم رضویہ ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ حضرت ممدوح محترم علیہ الرحمۃ کا اپنے حسب حال ایک روح پرور شعر ہے۔

ساقیٔ کوثر کا نام پاک ہے وردِ زباں
کون کہتا ہے کہ تحسینؔ آج تشنہ کام ہے

جس نے چومے پائے اقدس
عرش اُس کا نام ہے

(از نتیجۂ فکر صدر العلماء علامہ تحسین رضا بریلوی علیہ الرحمۃ)

جس کو کہتے ہیں قیامت حشر جس کا نام ہے
درحقیقت ترے دیوانوں کا جشن عام ہے

عظمتِ فرقِ شہِ کونین کیا جانے کوئی
جس نے چومے پائے اقدس عرش اس کا نام ہے

آرہے ہیں وہ سرِ محشر شفاعت کے لئے
اب مجھے معلوم ہے جو کچھ میرا انجام ہے

روئے انور کا تصور زلف مشکیں کا خیال
کیسی پاکیزہ سحر ہے کیا مبارک شام ہے

تو اگر چاہے تو پھر جائیں سیہ کاروں کے دل
ہاتھ میں تیرے عنانِ گردشِ ایام ہے

ساقیٔ کوثر کا نام پاک ہے وردِ زباں
کون کہتا ہے کہ تحسینؔ آج تشنہ کام ہے

شانِ بریلی

صدر العلماء علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، بریلی شریف

حضرت صدر العلماء علامہ مولانا تحسین رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ خانوادۂ رضویہ کے چشم و چراغ ہیں۔آپ مجددِ اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نوراللہ مرقدہ کے برادر اوسط حضرت استاذِ زمن حضرت علامہ مولانا حسن رضا خاں حسؔن بریلوی قدس سرہ العزیز کے منجھلے پوتے ہیں۔آپ کے والد ماجد حضرت علامہ حسنین رضا خاں عرف ''صاحب'' علیہ الرحمہ، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے بھتیجے، خلیفہ اور تلمیذ تھے۔

ولادت اور تعلیم و تربیت:

حضرت صدر العلماء علامہ تحسین رضا خاں صاحب (ولادت: ۱۴رشعبان المعظم ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۳۰ء) کی ابتدائی تعلیم محلہ ہی کے مکتب اور گھر پر ہوئی۔عربی، فارسی اور علومِ دینیہ کی تحصیل کے لیے آپ دار العلوم منظر اسلام (بریلی شریف) میں داخل کرائے گئے۔ جب حضور مفتیِ اعظم ہند علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ الرحمٰن نے دار العلوم مظہر اسلام قائم فرمایا تو حضرت محدثِ اعظم پاکستان علامہ مولانا سردار احمد صاحب گورداس پوری رحمۃ اللہ علیہ کو سرکار مفتیِ اعظم نے مظہر اسلام میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز فرمادیا۔حضرت محدثِ اعظم پاکستان ہی کی وجہ سے علامہ تحسین رضا خاں صاحب بھی مظہر اسلام میں آ گئے۔

ابھی آپ کی فراغت بھی نہیں ہوئی تھی کہ حضرت مفتیِ اعظم نے آپ کو مظہر اسلام میں درس و تدریس کے لیے مقرر فرمادیا۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند اور قیامِ پاکستان کے بعد جب محدثِ اعظم، پاکستان منتقل ہو گئے اور فیصل آباد میں دار العلوم مظہر اسلام قائم فرمایا تو ان سے حدیث کے خصوصی درس کے لیے علامہ تحسین رضا خاں صاحب اپنے والد ماجد کی اجازت سے فیصل آباد تشریف لے گئے۔وہاں چھ ماہ تک آپ نے محدثِ اعظم علیہ الرحمہ سے حدیث کا درس لیا اور پھر دار العلوم مظہر اسلام، فیصل آباد ہی سے آپ کی دستار بندی ہوئی۔

علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کی دستار بندی کے بعد محدثِ اعظم نے آپ کی علمی صلاحیت اور استعداد کو سراہتے ہوئے سرکار مفتیِ اعظم کو اس طرح لکھا:

''عزیزم مولانا تحسین رضا خاں صاحب سلمہ کی دستار بندی حضور والا کو مبارک ہو۔دار العلوم (مظہر اسلام، بریلی شریف) میں اسباق جو ان کے سپرد کئے جائیں ان میں مشکوٰۃ شریف ان کے پاس ضروری رکھی جائے اور آئندہ سال نسائی شریف، اس کے بعد ابنِ ماجہ، پھر مسلم شریف، پھر ترمذی شریف۔ جب ہر سال حدیث کی ایک کتاب پڑھالیں تو بعد میں بخاری شریف۔ خدا چاہے تو اس طرح دورۂ حدیث کے اسباق پڑھالیں گے۔۔۔''

اسناد:

۱) دورۂ حدیث ۱۳۷۵ھ۔جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد، پاکستان
۲) مولوی ۱۹۴۹ء ۳) عالم ۱۹۵۰ء ۴) منشی ۱۹۵۳ء
۵) فاضل ادب ۱۹۵۴ء یوپی عربی فارسی بورڈ، الہ آباد۔

تدریس:

۱) دارالعلوم مظہرِ اسلام، بریلی شریف۔ ۱۸؍سال

۲) دارالعلوم منظرِ اسلام، بریلی شریف۔ ۷؍سال

۳) جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف۔ ۲۳؍سال

۴) جامعۃ الرضا، متھرا پور، بریلی شریف (بانی: جانشینِ مفتیٔ اعظم، حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری)۔ ۲۰۰۵ء سے تادمِ حیات۔

چند مشاہیر اساتذۂ کرام:

۱۔ حضرت صدر الشریعہ علامہ مولانا امجد علی اعظمی

۲۔ حضرت مفتیٔ اعظم ہند بریلوی

۳۔ حضرت محدثِ اعظم پاکستان علامہ سردار احمد گورداس پوری

۴۔ حضرت شمس العلماء علامہ شمس الدین جونپوری

۵۔ مفتیٔ اعظم پاکستان علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی

۶۔ شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی وغیرہ۔ رحمۃ اللہ علیہم۔

بیعت وخلافت:

آپ کے والد ماجد علامہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے آپ کو بعمر ۱۳؍سال سرکار مفتیٔ اعظم سے بیعت کرایا۔ ۲۵؍صفر المظفر ۱۳۸۰ھ میں سیدنا مفتیٔ اعظم نے آپ کو خلافت و اجازت مرحمت فرمائی۔

تلامذہ وخلفاء:

حضرت صدر العلماء علامہ تحسین رضا خاں صاحب کے تلامذہ کا ایک طویل سلسلہ یوپی، بہار، بنگال، نیپال، گجرات وغیرہ تک پھیلا ہوا ہے۔ دارالعلوم منظرِ اسلام، دارالعلوم مظہرِ اسلام، جامعہ نوریہ رضویہ (بریلی شریف) نیز جامعہ نعیمیہ مرادآباد وغیرہ کے اکثر اساتذہ آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ آپ کے چند تلامذہ برطانیہ میں بھی مقیم ہیں۔

اسی طرح آپ کے مریدین یوپی، بہار، بنگال، اڑیسہ، گجرات، مہاراشٹر وغیرہ ہندوستان کے صوبوں مین نیز نیپال، پاکستان، موریشس، موزابی، زمبابوے وغیرہ میں بھی موجود ہیں۔ خانوادۂ رضویہ کے چند صاحبزادگان کے علاوہ بریلی شریف کے مدارس کے علماء میں بھی بیشتر حضرات آپ کے خلفاء میں ہیں۔ بخوفِ طوالت تلامذہ وخلفاء کے اسماء نہیں دیئے جارہے ہیں۔

سلسلۂ حدیث:

حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ کے توسط سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ تک صرف ایک واسطہ ہے۔

صدر الشریعہ، حجۃ الاسلام اور محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے توسط سے اعلیٰ حضرت تک دو واسطوں سے۔

حج وزیارت:

حضرت علامہ تحسین رضا خاں صاحب ۱۹۸۶ء میں حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔

تبلیغی اسفار:

حضرت صدر العلماء علامہ تحسین رضا خاں قدس سرہٗ نے ہندوستان کے متعدد صوبوں کے علاوہ نیپال، پاکستان، موریشس، موزابی، زمبابوے وغیرہ کے بھی تبلیغی اسفار کیے۔

درسِ حدیث:

حضرت علامہ تحسین رضا خاں قبلہ نے ۱۹۸۲ء میں درسِ حدیث کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ بعدہٗ اس میں درسِ قرآن بھی شامل کرلیا۔ اس درس سے نہ صرف علماء اور دانشور صاحبان نے بھی استفادہ کیا، ساتھ ساتھ ہی عوام اہلِ سنت بھی فیض یاب ہوئے۔ سیکڑوں افراد شریعت وسنت کے پابند ہوگئے اور خود کو اسلامی رنگ میں رنگ لیا۔ یہ آپ کا بڑا کارنامہ ہے۔

صدر العلماء، حضور مفتیٔ اعظم کی نگاہ میں:

حضرت مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ نے علامہ تحسین رضا خاں صاحب کو جو خلافت نامہ مرحمت فرمایا تھا، اس پر تحریر فرمایا:

"قرۃ عینی و درۃ زینی محمد تحسین رضا خان"
یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میری تزئین و آرائش کے موتی محمد تحسین رضا خاں۔

سرکار مفتیٔ اعظم نے صدر العلماء کو ''گل سرسبد'' بھی فرمایا۔
لاریب! صدر العلماء علامہ تحسین رضا خاں قبلہ مظہرِ مفتیٔ اعظم تھے۔

سانحۂ ارتحال:

حضرت علامہ تحسین رضا خاں قبلہ جولائی کے اخیر ہفتہ میں صوبہ مہاراشٹر کے تبلیغی دورے پر تشریف لے گئے تھے۔ ۳ راگست ۲۰۰۷ء بروز جمعہ، ناگپور سے چندر پور جاتے ہوئے آپ کی کار کا ایک پٹرول ٹینکر سے تصادم ہوگیا جس میں آپ اور آپ کے رفیق سفر مولانا ظہیر رضا خاں نواسہ داماد مفتیٔ اعظم موقع ہی پر فوت ہوگئے اور آپ کے خادم مولانا عرفان الحق شدید زخمی ہوئے۔

نمازِ جنازہ اور فاتحہ سوئم:

۴ راگست ۲۰۰۷ء کو دونوں حضرات کی میت بذریعہ طیارہ دہلی لائی گئی اور پھر وہاں سے بذریعہ کار بریلی شریف۔ ۵ راگست ۲۰۰۷ء کو بعد نمازِ ظہر اسلامیہ کالج گراؤنڈ میں علامہ تحسین رضا خاں قبلہ کی نماز جنازہ حضرت جانشینِ مفتیٔ اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ نے پڑھائی۔ نمازِ جنازہ میں تقریباً ساڑھے تین لاکھ سنی مسلمانوں نے شرکت کی۔ اس دن پوری بریلی (ہندو مسلم، سب کی دکانیں) بند رہی۔ نماز جنازہ میں دو مسلمان صوبائی وزراء اور الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے سربراہِ اعلیٰ عزیز ملت حضرت علامہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ نے بھی شرکت کی۔ تدفین علیحدہ زمین محلہ کانکر ٹولہ میں عمل میں آئی۔
۶ راگست ۲۰۰۷ء کو خانقاہ تحسینی کے علاوہ پورے شہر کی مسجدوں میں بھی آپ کے ایصالِ ثواب کی تقریبات منعقد ہوئیں۔

پس ماندگان:

حضرت صدر العلماء علامہ تحسین رضا خاں صاحب کی اہلیہ محترمہ،
صاحبزادۂ اکبر صاحبزادہ حسان رضا خاں (آپ ریحانِ ملت حضرت علامہ ریحان رضا خاں علیہ الرحمہ کے داماد ہیں)،
صاحبزادہ رضوان رضا خاں (جامعہ نوریہ رضویہ میں سائنس ٹیچر ہیں)،
صاحبزادی (شادی شدہ)
اور صاحبزادہ حبیب رضا خاں (بی۔ ٹیک کر رہے ہیں۔)

حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ حقیقی معنی میں عالم ربانی شیخ طریقت، ہادی و مصلح اور متقی پرہیزگار تھے۔ آپ اپنے اسلاف کے فضل و کمال کے وارث و امین تھے۔

ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر
فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری

مادہ ہائے سنِ وصال

از: ڈاکٹر علامہ مولانا
کوکب نورانی اوکاڑوی

''بحر علم مولانا تحسین رضا''
۲۰۰۷ء

''پاس بان فیض رضا''
۲۰۰۷ء

''پاک اعتقاد، رحمۃ اللہ علیہ''
۱۴۲۸ھ

''اللّٰھم یا وافی ادخلہ فی الجنۃ''
۱۴۲۸ھ

مولانا تحسین میاں نور اللہ مرقدہٗ

......۱۴۲۸ھ......

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، بریلی شریف

بقیۃ السلف حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ (ولادت: ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۳۰ء۔ وصال: ۱۸؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ/ ۳؍اگست ۲۰۰۷ء)۔

آپ مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے برادر اوسط حضرت استاذ زمن علامہ مولانا حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے منجھلے پوتے تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت علامہ حسنین رضا خاں قدس سرہٗ امام احمد رضا نور اللہ مرقدہٗ کے بھتیجے، خلیفہ اور شاگرد تھے۔

۳؍اگست ۲۰۰۷ء بروز جمعہ ناگپور سے چندرا پور جاتے ہوئے آپ کی کار کا زبردست حادثہ ہوگیا جس میں آپ اور آپ کے رفیق سفر مولانا ظہیر رضا خاں (مرحوم) نواسہ داماد مفتیِ اعظم انتقال کر گئے اور آپ کے خادم مولانا عرفان الحق سنبھلی شدید طور پر زخمی ہو گئے۔ وہ ناگپور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

حضرت علامہ تحسین رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ظہیر رضا صاحب کی میت ہفتہ کی رات بریلی شریف آئی۔ ۵؍اگست بروز اتوار تدفین عمل میں آئی۔ علامہ تحسین رضا خاں صاحب کے جنازہ میں کئی لاکھ مسلمانوں نے شرکت کی۔ نمازِ جنازہ بعد نمازِ ظہر اسلامیہ کالج گراؤنڈ میں جانشینِ مفتیِ اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری نے پڑھائی۔

.... ××× ....

چند مادہ ہائے تاریخ وصال

۱۔ قرۃ العینِ مفتیِ اعظم ۲۰۰۷ء
۲۔ مولانا تحسین میاں نور اللہ مرقدہ ۱۴۲۸ھ
۳۔ آہ! وصال حضرت صدر العلماء ۲۰۰۷ء
۴۔ آہ! خاموش شمعِ بزمِ زہد ۱۴۲۸ھ
۵۔ رخصت ولیِ نبیل ۱۴۲۸ھ
۶۔ آہ! فاضلِ نبیل تحسین ملت ۲۰۰۷ء
۷۔ آہ! وقارِ خانوادۂ رضویہ، آہ! ۲۰۰۷ء
۸۔ آہ! سرکار محدث بریلی قبلہ ۱۴۲۸ھ
۹۔ ماہتابِ رضویہ، آب و تاب سینہ ۲۰۰۷ء
۱۰۔ آہ! شانِ مرکز، محدثِ بریلی ۱۴۲۸ھ
۱۱۔ گلابِ رضویت، بوئے سنیت ۲۰۰۷ء
۱۲۔ آہ! امین فقہ امام احمد رضا ۱۴۲۸ھ
۱۳۔ آہ! غروب نجم استاذ زمن قبلہ ۲۰۰۷ء
۱۴۔ صالح محدثِ مغفور ۲۰۰۷ء
۱۵۔ شمعِ فروزانِ تدریس ۱۴۲۸ھ
۱۶۔ آہ! ناعت رسولِ خدا ۱۴۲۸ھ
۱۷۔ تحسین العلماء والصلحاء قدس سرہ المبین ۱۴۲۸ھ
۱۸۔ زینت بزم رشد و ہدایت قدس سرہ الامین ۲۰۰۷ء
۱۹۔ شہید راہِ الفتِ شہِ لولاک ...... (۱۴۲۸ھ)

صدر العلماء حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ

مولانا محمد اجمل رضا قادری*

برادرِ اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا علیہ الرحمہ کے پوتے اور مولانا حسنین رضا علیہ الرحمہ کے صاحبزادے، حضور صدر العلماء مظہر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد تحسین رضا خاں (علیہ الرحمہ) کی ولادت باسعادت محلہ سوداگران بریلی شریف میں بتاریخ ۱۴؍شعبان المعظم (۱۳۴۸ھ/ ۱۹۳۰ء) کو ہوئی۔ خاندان کی بزرگ شخصیات کے زیرِ سایہ تربیت ہوئی۔ قدرت نے ذہانت وفطانت اور فہم وفراست کی دولت سے نوازا تھا۔ ابتدائی تعلیم تو مقامی مکتب و مدرسہ میں حاصل کی البتہ عربی وفارسی کی تعلیم کے سلیے دار العلوم مظہر اسلام میں داخل ہوئے۔ حضور محدثِ اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ اور دیگر اساتذہ کی خصوصی عنایت سے بہرہ مند ہوتے رہے۔ دار العلوم مظہر اسلام میں داخلہ لیا۔ حضرت محدثِ اعظم کی صحبت فیض بخش میں تعلیمی شوق مزید پختہ ہوتا رہا۔ مگر تقسیمِ ہند کے وقت جب محدثِ اعظم، پاکستان تشریف لے آئے اور یہاں فیصل آباد میں ایک شاندار دار العلوم قائم فرمایا، آپ کا شوق مچلا لہٰذا والد صاحب کی اجازت ملتے ہی آپ ۱۹۵۷ء میں پاکستان تشریف لے آئے۔ یہاں چھ ماہ رہ کر دورۂ حدیث مکمل کیا اور دستار وسند حاصل کی۔ جب آپ واپس بریلی شریف گئے تو محدثِ اعظم علیہ الرحمہ نے حضور مفتیِ اعظم ہند کے نام ایک مکتوب تحریر فرمایا:

"عزیزم مولانا تحسین رضا خاں صاحب سلمہٗ کی دستار بندی حضور والا کو مبارک ہو۔ دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف میں جو اسباق ان کے سپرد کئے جائیں ان میں مشکوٰۃ شریف ان کے پاس ضرور رکھی جائے اور آئندہ سال نسائی شریف، اس کے بعد ابن ماجہ، پھر مسلم شریف، پھر ترمذی شریف۔ جب ہر سال حدیث کی ایک کتاب پڑھالیں تو بعد میں بخاری شریف۔ خدا نے چاہا تو اس طرح تدریجاً یہ دورۂ حدیث کے اسباق پڑھالیں گے۔ ماشاء اللہ سمجھدار ہیں، ہوشیار ہیں۔"

حضور محدثِ اعظم کے علاوہ آپ کے اساتذہ میں صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، شمس العلماء قاضی شمس الدین احمد رضوی، مولانا سردار علی خاں رضوی بریلی، مولانا غلام یٰسین پورنوی، مولانا مفتی وقار الدین رضوی، مولانا غلام جیلانی اعظمی علیہم الرحمہ جیسی گرانقدر شخصیات شامل ہیں۔ فراغت کے بعد حضور صدر العلماء مسندِ تدریس پر جلوہ فرما ہوئے تو ۱۸؍سال منظر اسلام، ۷؍سال مظہر اسلام، ۲۳؍سال جامعہ نوریہ رضویہ اور دو سال جامعۃ الرضا میں حدیث پاک کا درس دیا اور یوں آپ ۵۰ سال سے زائد عرصہ تک سلسلۂ تدریس سے وابستہ رہے۔

دورانِ تعلیم ہی اپنے والد ماجد اور مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ کے ایما پر آپ تقریباً ۱۳؍سال کی عمر میں ۲۵؍صفر ۱۳۵۴ھ، عرسِ رضوی کے متبرک موقع پر حضور مفتیِ اعظم ہند کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ پھر ۱۳۸۰ھ عرسِ رضوی کے مقدس دن اکابر علماء مشائخ کی موجودگی میں حضور مفتیِ اعظم ہند نے آپ کو برسرِ منبر خرقۂ خلافت و اجازت عطا فرمایا اور اپنے دستِ مبارک سے اپنا عمامہ آپ کے سر پر باندھا اور سندِ اجازت پر بقلم خود اس عبارت کا اضافہ فرمایا۔ عممتہ بعمامتی و البستہ جبتی یعنی میں نے انہیں اپنا عمامہ عطا کیا اور اپنا جبہ پہنایا۔ علاوہ ازیں آپ کو حضور مفتیِ اعظم ہند نے تمام اوراد و وظائف اور تعویذات وعملیات کی اجازت بھی عطا فرمائی تو اس پر تحریر فرمایا: قرۃ عینی و درۃ زینی محمد تحسین رضا خان یعنی

* [illegible]

میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میری تزئین و آرائش کے موتی محمد تحسین رضا خاں۔

حضور مفتی اعظم نے کئی مرتبہ آپ کے لیے تعریف و توصیف کے الفاظ ارشاد فرمائے۔ ایک موقع پر ارشاد فرمایا: ''صاحب (یعنی مولانا حسنین رضا) کے جتنے بھی لڑکے ہیں سبھی خوب ہیں، باصلاحیت و بالیاقت ہیں مگر ان میں تحسین رضا کا جواب نہیں۔'' ایک موقع پر فرمایا: ''دو لوگ ایسے ہیں جن پر مجھے مکمل اعتماد اور کامل بھروسہ ہے، ایک تحسین میاں اور دوسرے اختر رضا۔''

اور ایک مرتبہ کچھ یوں ارشاد فرمایا: ''تحسین رضا گل سرسبد ہیں۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''جانتے ہو گل سرسبد کیا ہے؟ باغبان پھولوں کی ٹوکری میں سب سے خوبصورت اور پسندیدہ پھول نمایاں طور پر اوپر رکھتا ہے۔ اس پھول کو ''گل سرسبد'' کہتے ہیں۔''

سبحان اللہ! ذرا دیکھیے تو حضور مفتی اعظم ہند اپنے چمن کے اس ''گل سرسبد'' کی علمی لیاقت، اطاعت و فرمانبرداری پر کتنے خوش اور مطمئن نظر آتے ہیں، کتنی اپنائیت ہے ان جملوں میں اور کتنا پیار تھا ان لفظوں میں۔ جبکہ حضور مفتی اعظم کی بارگاہ کے حاضر باش لوگ آج بھی گواہ ہیں کہ آپ صرف باعمل، نیکوکار اور پرہیزگار ہی سے پیار اور محبت فرماتے تھے۔ لہٰذا حضور مفتی اعظم قبلہ کی آپ سے یہ بے پناہ محبت و شفقت آپ کے عالمِ باعمل اور صاحبِ تقویٰ و طہارت ہونے کی واضح دلیل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ قارئین مذکورہ ارشادات کی روشنی میں حضرت صدر العلماء کی گرانقدر شخصیت کا اندازہ بخوبی لگالیں گے۔

درس و تدریس، فتویٰ نویسی، بیعت و ارشاد اور خدمت خلق کے لیے تعویذ نویسی کی بے پناہ مصروفیات کی وجہ سے آپ ہمیشہ سفر کرنے سے گریز ہی فرماتے تھے تاہم پھر بھی لوگوں کے بے حد اصرار پر آپ تبلیغ و اشاعت دین کے پُرخلوص جذبہ کے تحت ہندوستان کے مختلف علاقوں میں تشریف لے جاتے۔ اس کے علاوہ بیرونِ ممالک میں ماریشس، مورابی، زمبابوے وغیرہ کے دورے فرمائے تھے۔

حضور صدر العلماء نمازِ فجر سے قبل بیدار ہوکر باجماعت نماز کی ادائیگی کے بعد اوراد و وظائف میں مشغول ہوجاتے تھے۔ پھر ناشتہ سے فارغ ہوکر مدرسے کے لیے تشریف لے جاتے اور دوپہر کو واپس تشریف لاتے تھے۔ دوپہر کا کھانا کھا کر کچھ دیر آرام فرماتے پھر نمازِ ظہر کی ادائیگی کے بعد اپنے مکتبہ (مکتبۂ مشرق) پر تشریف رکھتے تھے جہاں ضرورت مندوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ لوگ اپنے مسائل لے کر حاضر ہوتے تھے اور آپ ہر سائل کی بات تسلی اور خندہ پیشانی سے سنتے اور ہر ایک کا اس کے مناسب حل پیش فرماتے تھے۔ روزانہ درجنوں تعویذ تحریر کرکے بھی انسانیت کی عظیم خدمت انجام دیتے تھے۔ نمازِ عشاء تک یہ سلسلہ جاری رہتا تھا اور نماز کے بعد آپ کھانا تناول فرما کر حسب عادت مطالعہ کرتے تھے اور مطالعہ سے فارغ ہوکر آرام فرماتے تھے۔

حضور صدر العلماء متانت و سنجیدگی، عظمت و وقار، حلم و بردباری، تقویٰ و طہارت اور اخلاق حسنیٰ کا بہترین نمونہ تھے۔ آپ کو دیکھ کر اسلاف کی پُروقار زندگی یاد آجاتی تھی۔ نماز سے آپ کو والہانہ لگاؤ تھا۔ پانچوں نمازیں باجماعت مسجد میں ادا فرماتے تھے۔ حق گوئی آپ کا خاندانی ورثہ ہے۔ اس معاملے میں آپ اپنے بیگانے کسی میں امتیاز نہیں کرتے تھے بلکہ جس بات کو غلط سمجھتے تھے۔ وہ جس میں بھی پائی جائے، اسے اس سے روکنے کی مقدور بھر کوشش کرتے۔ گویا آپ بحیثیت استاذ، شیخ اور مربی ہونے کے اپنے فرائض منصبی سے نہ صرف آگاہ تھے بلکہ ان فرائض کی ادائیگی میں ہمہ وقت مصروف نظر آتے تھے۔ نام و نمود، ریا اور شہرت سے دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ ہمیشہ عاجزی، انکساری، خلوص اور للّٰہیت ان کی زندگی کا خاصہ نظر آتے تھے۔

حضور صدر العلماء کی صورت و سیرت دیکھنے والا، آپ سے پڑھنے والا، آپ سے بیعت ہونے والا، آپ کے پاس چند لمحے بیٹھنے والا بلکہ ہر وہ آدمی جو آپ کا ذکر سنے، آپ کا گرویدہ نظر آتا تھا۔

حضور صدر العلماء کو فنِ شاعری بھی ورثہ میں ملا تھا۔ آپ نے کئی خوبصورت نعتیں اور منقبتیں ارشاد فرمائیں۔ وفات سے چند روز قبل آپ ناگپور ایک تبلیغی دورے پر تشریف لے گئے جہاں ۱۸؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ بمطابق ۳؍اگست بروز جمعۃ المبارک ناگپور کے ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں انتقال فرما گئے۔ ۴؍اگست بروز ہفتہ آپ کا جسد خاکی بذریعہ جہاز ناگپور سے دہلی لایا گیا اور وہاں سے بذریعہ سڑک بریلی شریف پہنچا۔ ۵؍اگست بروز اتوار نمازِ ظہر کے بعد ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً آٹھ لاکھ افراد نے آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی جن میں علماء و مشائخ کی ایک کثیر تعداد موجود تھی۔

نمازِ جنازہ کی امامت جانشین مفتیٔ اعظم ہند حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قبلہ نے فرمائی اور پھر آپ کو آپ کے گھر کے قریب ہی آپ کی اپنی زمین میں دفن کر دیا گیا۔

آپ نے اپنے پیچھے لاکھوں عقیدت مند سیکڑوں شاگرد، ہزاروں مریدین، درجنوں خلفاء اور تین صاحبزادے، مولانا حسان رضا خاں، مولانا رضوان رضا خاں اور محترم صہیب رضا خاں، یادگار چھوڑے ہیں۔

اس سال عرس رضوی کے موقع پر مجھے بریلی شریف حاضری کا موقع ملا اور یوں مجھے آپ کی صحبت میں بیٹھنے، آپ کی گفتگو سننے، آپ کے ساتھ نماز پڑھنے اور آپ کے دسترخوان سے کھانا کھانے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ یقیناً بقیۃ السلف اور حجۃ الخلف تھے۔ آپ نے کمال شفقت فرماتے ہوئے اس سال ۲۵ صفر کو عرسِ رضوی کے پُر بہار موقع پر اس ناچیز کو سند قرآن، حدیث و فقہ حنفی کے ساتھ ساتھ اپنی خلافت و اجازت بھی عطا کی۔

میں اس کرم کے کہاں تھا قابل
یہ آپ کی بندہ پروری ہے

آپ کے انتقال پر حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت کا انتقال میرا نہیں، خاندانِ اعلیٰ حضرت کا نہیں بلکہ پوری دنیائے سنیت کا نقصان ہے۔

حامیٔ دینِ متیں تھے حضرتِ تحسین رضا
واصفِ شاہِ ہدیٰ تھے حضرتِ تحسین رضا

مسلکِ احمد رضا پہ دائما چلتے رہے
منبعِ فیضِ رضا تھے، حضرتِ تحسین رضا

حجۃ الاسلام کی منہ بولتی تصویر تھے
مظہرِ مفتیٔ اعظم، حضرتِ تحسین رضا

ان کی ہر تعلیم عشقِ مصطفیٰ کا درس تھی
عاشقِ خیر الوریٰ تھے، حضرتِ تحسین رضا

سیدی تاج الشریعہ سے ذرا یہ پوچھئے
پیکرِ صبر و رضا تھے، حضرتِ تحسین رضا

اپنی ساری زندگی دیتے رہے درسِ حدیث
عاشقِ نور الہدیٰ تھے، حضرتِ تحسین رضا

احمدِؔ عاجز سے ان کے وصف ہوں کیسے بیاں
آپ ہی اپنا بیاں تھے، حضرتِ تحسین رضا

مظہر علم وعمل، پیکر صبر ورضا

مولانا شاہ محمد تبریزی القادری*

اللہ رب ذوالجلال وعم نوال اپنے جس بندے کو اپنے آرام وانعام سے نوازنا چاہتا ہے تو اسے اپنی بارگاہ سے علم وحلم وبزرگی، تقویٰ وطہارت وپاکیزگی عطا فرماتا ہے۔ اگر یہ بات خانوادۂ امام احمد رضا کے حوالے سے ہو، تو یہ "نعم علیٰ" سہ چند ہو جاتی ہے۔

حضور مفتی اعظم صدر العلماء حضرت علامہ مولانا شاہ محمد تحسین رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ العزیز کے سانحۂ ارتحال پر افقِ سنیت اور عالمِ رضویت پر دُھند چھا گئی، لیکن آپ کے علم وفضل، عمل وتقویٰ کی روشنی، آپ کی روحانی ادا اس پر غالب آ گئی اور آفتابِ سنیت، مہتابِ رضویت کو گہن نہ لگنے دیا۔ بلاشبہ آپ کے وصال کی خوں چکاں خبر نے عوام اہل سنت کو دہلا دیا ہے، لیکن آپ کی شہادت میں علم رضویت کی بلندی، علم رضویت کا فروغ اور مسلک حق اہل سنت والجماعت حنفیہ بریلویہ کا عروج پوشیدہ ہے۔ بلاشبہ شہید کے خون کے قطرے میں قوم کی حیات پوشیدہ ہے اور قوم کی حیات ہی دشمن کی موت ثابت ہوتی ہے۔

آپ کا شمار اللہ رب ذوالجلال کے مقربین بندوں میں ہوتا تھا۔ آپ کا زہد وتقویٰ، علم وعمل، عمل صالح، بزرگی وپرہیزگاری اور طہارت وپاکیزگی ضرب المثل تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار خوبیوں، صلاحیتوں اور جوہر ہنر سے نوازا تھا۔ آپ اسلاف رضویت کے چلتے پھرتے اور بے مثل نمونہ تھے۔ آپ میں آپ کے والد ماجد اور امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کی بے شمار خوبیاں اور نقوش نمایاں تھے۔

آپ ایک گوشہ نشین بزرگ کی حیثیت سے مشہور تھے، لیکن آپ کی دینی وملی خدمات جلیلہ کا حصا ممکن نہیں۔ آپ کی بے پایاں خدمات کا اعتراف آج اپنے پرائے سب ہی کر رہے ہیں۔ آپ روحانیت کا بحر نا پیدا کنار تھے۔ عوام الناس کے لئے آپ کی علمی وروحانی خزانہ، آپ کا گنجینۂ معرفت، نہ ختم ہونے والا ایک سلسلہ ہے۔ آپ علم معرفت کا منبع وسرچشمہ تھے، جس کا فیض آج بھی جاری وساری ہے۔ آپ اپنی حیات میں ہی نہیں بعد از ممات بھی فیض رساں ہیں، کیوں کہ شہید زندہ ہوتا ہے اور آپ کی حادثاتی موت نے نہیں بلکہ آپ کے علم وفضل، تقویٰ وطہارت اور عمل صالح نے آپ کو حیات ابدی عطا کی ہے۔ آپ جید عالم دین تھے اور وارثین انبیاء میں سے تھے۔ عالم دین کی شہادت برحق ہے۔ آپ کی شہادت نے زمانے کو حیاتِ نو عطا کی ہے۔ آپ اپنی زندگی میں قاسم حیات تھے اور بعد از شہادت بھی حیات دینے والے ہیں۔ علم زندگی ہے، تقویٰ زندگی ہے، پاکیزگی وطہارت زندگی ہے، عمل صالح زندگی ہے۔ آپ ان تمام کا مجموعہ تھے اور اس میں سے ایک حصہ بھی جسے عطا کر دیا اسے حیات ابدی عطا کر دی۔

آپ ولی کامل تھے۔ آپ کی شہادت سے جو خلا پیدا ہوا ہے، وہ آپ کی تعلیمی، علمی فکر پر عمل سے ہی پورا ہوگا اور ان کے لئے دنیائے سنیت اور عالم رضویت کو جاننا ہوگا کہ وہ حضرت والا کے پیغام کو، علم وتقویٰ کو عام کریں۔ دشمنان دین کو بے نام کریں اور اس کے لئے مل جُل کر کام کریں۔ ذکرِ تحسین رضا صبح وشام کریں۔ اعدائے رضویت اور اعدائے سنیت کو جام کریں۔

*ریسرچ اسکالر، کراچی یونیورسٹی

علمائے کرام کی عزت ہر گام کریں، تب کہیں جا کر تجلّیاتِ تحسین رضا سے فیض یاب ہوں گے۔ جب فیض یاب ہوں گے تو ہرجا کامیاب بھی ہوں گے۔

اللہ رب ذوالجلال نے حضرت تحسین رضا کو علم وعمل، تقویٰ وطہارت میں یکتا فرما کر مثلِ آفتاب روشن رکھا، جس کی روشنی میں لوگوں نے اپنے قلب چمکا لئے، اذہان روشن کر لئے اور اپنی ارواح کو اُجال لیا۔ آج بعد از شہادت بھی آپ مثلِ مہتاب روشن ہیں اور آپ کے علم وعمل کی کرنیں عالم سنّیت کو منور کر رہی ہیں۔

میرے پاس حضور والا حضرت تحسین رضا 'معہید رضویت' کی صرف ایک یادگار ہے اور وہ ہے آپ کے علم وعمل سے سچی محبت، میں اس گنجینۂ قلب کو وقفِ عام کر رہا ہوں، تاکہ دنیائے سنّیت اور عالم رضویت بھی اس حُبِّ طاہرہ میں شریک ہو جائے۔ بلاشبہ واللہ خیر الناصرین۔

اللہ رب ذوالجلال سے دعائے کثیر ہے کہ رب تعالیٰ شہید ملّت، شہید رضویت حضرت تحسین رضا علیہ الرحمہ کو ہمارے مُنیب اور اپنے حبیب، رحمتِ کُل، دانائے سُبل، سیّدُ الاُمّۃ خیر الانام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ وطفیل اپنی بارگاہ میں درجات اعلیٰ اور مقام بالا عطا فرمائے اور ان کے لواحقین ومتعلقین، احباب ومریدین ومعتقدین اور عوام اہل سنّت اجمعین کو صبر جمیل واجر عظیم عطا فرمائے اور مولانا محمد حسان رضا خاں مدفیوضہ خلف اکبر صدر العلماء محدث بریلوی کو ہمت واستطاعت وتائید ایزدی، طاقت غیبی، اور قوت روحانی عطا فرمائے، تاکہ آپ حضرت والا شان سنّیت، آن رضویت کے مشن جمیل کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں۔ واللہ خیر الآجرین۔

میں نے یہ چند الفاظ شکستہ حضرت علامہ مولانا قبلہ سید وجاہت رسول قادری مدفیوضہ صدر وروح رواں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی (پاکستان) کے حکم پر تحریر کر دئے ہیں۔ اس امید پر کہ۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اس سلسلے میں حضرت والا حضور سید وجاہت رسول صاحب کا میں از حد مشکور وممنون ہوں کہ آپ نے ناچیز وخاکسار کو اس قابل جانا کہ حضور سیدنا مولانا تحسین رضا صاحب شہید علیہ الرحمۃ کی حیات مبارکہ پر قلم کشائی کا موقع فراہم کیا۔ اللہ رب ذوالجلال سے دعائے خیر کثیر ہے کہ رب تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ، شفائے عاجلہ، عمر خضر اور قلم آب دار اور بازوئے تاب دار میں قوت روحانی عطا فرمائے۔ واللہ خیر المستعان۔

حضور تحسین رضا علیہ الرحمۃ کے حوالے سے دوشعر اور مادۂ تاریخ ارتحال پیش خدمت ہے۔

مظہرِ علم وعمل، پیکرِ صبر ورضا
حضرتِ تحسین رضا، حضرتِ تحسین رضا
منشائے رب کے سامنے، کچھ نہ بس چلا
کیا چلے تھے ناگپور، لے چلی قضا

یاواجد یااحد، ولی کامل تحسین رضا عالی مقام
۲۰۰۷

یاحی یاواجد، ہو تحسین رضا جنت مقام
۱۴۲۸

تعزیت نامے

بروصال صدر العلماء حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ

علامہ مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی (استاذ الحدیث و ناظم تعلیمات، دارالعلوم نعیمیہ، بلاک ۱۵، فیڈرل بی ایریا، کراچی) لکھتے ہیں:

الحمدللہ الذی اعلی منزلۃ المومنین بکریم خطابہ ورفع درجۃ العالمین بمعانی کتابہ وخص المستنبطین منھم بمزید الاصابۃ وثوابہ والصلوۃ والسلام علی سیدالانس والجان مالک الرحمۃ والرضوان ذی الجود والکرم والاحسان وعلی الہ الطیبین الطاھرین واصحابہ المکرمین المعظمین اجمعین o

اس دنیائے آب وگل میں بے شمار ہستیاں جلوہ گر ہوئیں۔ اور اس دار الفناء سے دارالبقاء کی طرف رخصت ہوگئیں، نیز مرور زمانہ کی وجہ سے آج ان کا کوئی ذکر کرنے والا بھی باقی نہیں۔ لیکن بعض نفوس قدسیہ ایسے بھی ہیں جن کی خدمات دین اور عشق رسول اللہ ﷺ کی بدولت آج بھی وہ ہستیاں زندہ وتابندہ ہیں، ان ہی ہستیوں میں سے ایک شخصیت صدر العلماء فخر الفضلاء اور قدوۃ الصوفیاء، مفسر کبیر، محدث شہیر، فقیہ بے نظیر حضرت علامہ تحسین رضا خان صاحب قادری، رضوی، نوری کی بھی ہے۔ آپ خانوادۂ رضویہ کے چشم وچراغ اور گل سرسبد ہیں۔ عزیزم مولانا اسلم رضا قادری رضوی سے یہ سن کر انتہائی رنج وافسوس ہوا کہ آپ بروز جمعہ ۱۸/رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳/اگست ۲۰۰۷ء کو ایک سفر میں تھے کہ اچانک ایک حادثے میں آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کے وصال وشہادت کی خبر وحشت اثر چند ہی ثانیوں میں ہندوستان وپاکستان کے علاوہ اطراف عالم میں پھیل گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل عندہ باجل مسمی)

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے طفیل آپ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے خانوادے کو صبر جمیل اور اجر جزیل مرحمت فرمائے، آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔

آپ کا شمار ان چند گنی چنی شخصیتوں میں ہوتا ہے جن کے علم وفضل، زھد وتقویٰ اور اخلاص پر اعتماد کیا جاسکتا ہے، یہ حسن اتفاق ہے کہ ۲۰۰۱ء میں جب منظر اسلام کا جشن صد سالہ منایا جارہا تھا تو اس وقت پاکستان سے جن حضرات نے اس جشن میں شرکت کی ان میں عالم باعمل، صوفی باصفا صاحبزادہ سید وجاہت رسول صاحب قادری رضوی، علامہ شیخ الحدیث شیخ اکبر کی کتب کے شارح مولانا نصر اللہ خان صاحب افغانی نیز ان کے فرزند ارجمند احمد رضا خان صاحب افغانی اور یہ احقر بھی کراچی سے حاضر ہوا تھا اور اس طرح پہلی مرتبہ صدر العلماء کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ بریلی شریف کے مختلف اداروں میں درس حدیث کی خدمات سرانجام دیتے رہے، اور اس وقت جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں صدر المدرسین کے منصب جلیل پر جلوہ گر تھے۔ نہ صرف آپ ایک عالم دین تھے بلکہ دنیائے تصوف وروحانیت میں شیخ طریقت کے عظیم منصب پر بھی فائز تھے۔ خاندانی وجاہت کے لحاظ سے آپ کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام اہلسنت علیہ الرحمۃ کے برادر اصغر مولانا حسن رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ کے خلیفہ رشید ہونے کا

شرف بھی حاصل ہے۔ بے شک موصوف ان نفوس قدسیہ میں سے تھے کہ جن کو دیکھ کر خدا کی یاد اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق و محبت سے قلوب واذہان منور و معطر ہو جایا کرتے تھے نیز یہ کہ بریلی کی سرزمین پر جو کہ آپ کا مسکن ہوا کرتی تھی، دیکھنے والے دیکھ کر کہا کرتے تھے یہ وہ اللہ کا ولی اور رسول اکرم ﷺ کا شیدائی وفدائی ہے جن کی زیارت رفع درجات اور دفع سیئات کا سبب ہے اللہ تبارک وتعالیٰ حضور انور ﷺ کے صدقے میں آپ کے درجات کو بلند سے بلندتر فرماتے ہوئے آپ کے تلامذہ، مریدین، متوسلین اور معتقدین کو ہمت وحوصلہ مرحمت فرمائے نیز اس حادثۂ فاجعہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وقت کی قلت کے پیش نظر احقر اسی پر اکتفاء کرتے ہوئے آپ کے جدِ امجد مولانا حسن رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ کے ان اشعار پر اپنی تحریر کو ختم کرتا ہے۔

مبارک رہے عندلیبو! تمہیں گل
ہمیں گل سے بہتر ہے خارِ مدینہ
رہیں ان کے جلوے بسیں ان کے جلوے
میرا دل بنے یادگارِ مدینہ
میری خاک یارب نہ برباد جائے
پسِ مرگ کر دے غبارِ مدینہ

حضرت موصوف کے وصال پرملال کی خبر سننے کے بعد دارالعلوم نعیمیہ کی انتظامیہ، اساتذہ نیز طلباء نے مرحوم ومغفور کے ایصالِ ثواب کے لئے متعدد قرآن عظیم ختم کر کے آپ کی روح پرفتوح کو ہدیۂ پیش کیا۔

نیز مندرجہ ذیل افراد کی طرف سے آپ کے اہل خانہ کو تعزیت پیش کی گئی:

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب، مفکر اسلام پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن صاحب، مولانا حافظ سید ناصر علی صاحب قادری، نیز احقر جمیل احمد نعیمی۔

.... ××× ....

مولانا پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اشفاق جلالی، خطیب عیدگاہ کھاریاں، لیکچرار گورنمنٹ کالج جی ٹی روڈ، جہلم، بانی جامعہ امام اعظم ابوحنیفہ کھاریاں **اور مولانا صاحبزادہ محمد سہیل احمد سیالوی** ابن امام القراء قاری محمد یوسف سیالوی، صدر بزم شیخ الاسلام جامعہ رضویہ احسن القرآن، دینہ، جہلم، پنجاب، لکھتے ہیں:

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آج سہ پہر حضرت صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری (صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی) نے فون پر یہ روح فرسا خبر سنائی کہ خانوادۂ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کی عظیم علمی، روحانی اور عملی شخصیت حضرت شیخ الحدیث علامہ تحسین رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس دارِ فانی سے دارِ باقی کی طرف رحلت فرماگئے۔ آپ استاذ زمن مولانا حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ (برادر اعلیٰ حضرت) کے پوتے اور مولانا اختر رضا خان دامت برکاتہم العالیہ کے برادر نسبتی تھے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آباؤ اجداد کی طرح اپنی زندگی تبلیغ اسلام کے لیے وقف کر رکھی تھی، ۵۰ سال تک متواتر درسِ قرآن وحدیث اور درسِ نظامی کی تدریس کا سلسلہ جاری رہا، سینکڑوں افراد نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے اپنے آپ کو علم وعمل کے زیور سے آراستہ کیا اور اندرون ہندوستان اور بیرونی ممالک میں مسلک اہل سنت وجماعت کی ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیا۔

آپ کے تشریف لے جانے کی وجہ سے بریلی شریف کے عظیم مرکز میں جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پورا ہونا ناممکن تو نہیں مگر مشکل ضرور ہے۔ جوں جوں وقت گزرتا جارہا ہے علمائے ربانیین دنیا سے اٹھتے جارہے ہیں، جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ولکن یقبض العلم بقبض العلماء ۔ یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہورہی ہے اور نئے افراد کی تیاری اس انداز میں نہیں ہورہی جتنی ضرورت ہے۔

دوسری طرف دہریت اور الحاد کے علم بردار بڑی تیزی سے اسلامی تعلیمات اور اسلامی اقدار کو پامال کرنے کی بین الاقوامی سطح پر سازشیں کررہے ہیں۔ ایسے میں حضرت کا وجود مسعود ایک مینارۂ نور کی حیثیت رکھتا تھا۔ حضرت کا شمار ان جلیل القدر ہستیوں میں ہوتا تھا جنہوں نے براہ راست مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ، صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ جیسے جلیل القدر اساطین اسلام سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ آپ کے پس ماندگان، تلامذہ، مریدین ومتوسلین اور ہم سب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور بریلی شریف کے عظیم مرکز کے فیض کو صبح قیامت تک جاری وساری فرمائے، شفیع معظم، آقائے دوجہاں ﷺ کی شفاعت کا صدقہ اللہ تعالیٰ حضرت کی بخشش فرما کر درجات بلند فرمائے۔ بس یہی کہا جاسکتا ہے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

.... xxx ....

پروفیسر ڈاکٹر مفتی ناصر الدین (سابق صدر شعبۂ علوم اسلامی، سراج الدولہ گورنمنٹ کالج، کراچی) لکھتے ہیں:

گزشتہ دنوں روزنامہ ''جنگ'' اخبار، کراچی مورخہ ۵ راگست ۲۰۰۷ء/ ۲۰ ررجب ۱۴۲۸ھ میں جب حضرت علامہ تحسین رضا خاں ابن حضرت علامہ حسنین رضا خان ابن حضرت مولانا حسن رضا خان علیہم الرحمہ (برادرِ خورد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ) کے سانحہ ارتحال کی خبر پڑھی تو ایک دھچکا سا لگا کہ حضرت موصوف ۱۸ رر جب ۱۴۲۸ھ/ ۳ راگست ۲۰۰۷ء کو مہاراشٹر چندر پور میں ایک ٹریفک حادثے میں شہید ہوگئے۔

اللہ رب العزت مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرمائے (آمین)۔ خانوادۂ بریلی شریف میں حضرت علامہ تحسین رضا خان علیہ الرحمہ کی شخصیت مرجع الخواص والعوام تھی۔

ایک طرف آپ علوم ظاہری میں تقریباً نصف صدی سے خدمات انجام دے رہے تھے اور درس وتدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا ہوا تھا تو دوسری طرف سلسلۂ قادریہ رضویہ میں مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کے اجل خلفاء کی صف میں علوم باطنی سے بھی عوام وخواص کو سیراب کررہے تھے۔ گویا آپ نے ساری زندگی ظاہرو باطنی علوم کی ترویج واشاعت اور تعلیم وتربیت کے لئے وقف کررکھی تھی۔

اب بظاہر آپ کے پائے کے مشائخ شاذ ونادر ہی ہونگے۔ اللہ رب العزۃ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور انہیں آپ کی توقعات پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

.... xxx ....

علامہ مولانا رضاء المصطفیٰ اعظمی، خطیب نیو میمن مسجد، بولٹن مارکیٹ، کراچی لکھتے ہیں:

یہ روح فرسا خبر سن کر مجھے انتہائی رنج ہوا کہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ مولانا تحسین رضا خان صاحب ناگپور کے ایک تبلیغی سفر پر جاتے ہوئے حادثے میں واصل بحق ہوگئے۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون) بہرحال مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ جو آیا ہے اُسے ایک دن ضرور جانا ہے اعلیٰ حضرت نے اپنے بھائی شہنشاہِ سخن استاذِ زمن مولانا حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر اپنی تعزیت اور اپنے درد کا اظہار یوں کیا تھا کہ

آنکھیں رورو کے سُجانے والے
جانے والے نہیں آنے والے
کیوں رضا آج گلی سونی ہے
اٹھ میرے دھوم مچانے والے

حضرت قبلہ موصوف علیہ الرحمۃ اعلیٰ حضرت کے مدرسے منظرِ اسلام میں ۱۷ سال اور منظرِ اسلام میں ۷ سال جبکہ نوریہ رضویہ بریلی شریف میں ۲۳ سال شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ چونکہ آپ علمِ حدیث کے مراجع تھے اسلیے ہندوستان کے مختلف صوبوں سے تشنگانِ علم آپ کے خداداد علم سے سیراب ہوتے رہے اور اس وقت حال ہی میں مفتی اختر رضا خاں صاحب کے قائم کردہ جامعۃ الرضا میں عرصہ ۳ سال سے قال النبی وقال الرسول وعن النبی ﷺ کی صدائے دلبرانہ بلند کررہے تھے۔ تو گویا کہ آپ نصف صدی تک اسلام کی ترویج واشاعت ومسلکِ حق اہلسنت والجماعت کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہے۔ یہ آپ کی علم دوستی اور علم سے محبت کا بڑا واضح ثبوت ہے جسے ہمیشہ قدر وتحسین کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔

آپ نے شرفِ تلمذ حضرت علامہ سردار احمد صاحب اور امام النحو علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہا (جو میرے بھی شفیق استاذِ گرامی تھے) سے حاصل کیا۔ اور ان کے علاوہ آپ حضرت علامہ عبد المصطفیٰ الازہری وعلامہ مفتی وقار الدین قادری علیہما الرحمۃ جیسی نابغۂ روزگار ہستیوں کے شاگرد رہے ہیں۔

حضرت علامہ شہید تحسین رضا صاحب علیہ الرحمۃ انتہائی ذی استعداد، فاضل محدث ونامور محنتی مدرس تھے۔ اور اس کے علاوہ آپ بہت ہی عظیم دینی روحانی شخصیت کے حامل تھے اور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں دینی خدمات انجام دیتے رہے آپ نہ صرف مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے بلکہ صحیح معنوں میں علم وتقویٰ میں مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے سچے جانشین وشبیہہ تھے۔ حضرت علامہ موصوف کے انتقال سے عالمِ اسلام ایک بڑی علمی روحانی شخصیت سے محروم ہوگئی ہے۔ اور آپ کے انتقال سے جو خلا پیدا ہوگیا ہے اُسے واقعتاً پُر نہیں کیا جاسکتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ موت العالِم موت العالَم ہے۔

ربِّ کریم سے دعا ہے کہ حضرت علامہ تحسین رضا خان صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ہر لحظہ ہر آن ان کے مراتب میں درجہ بدرجہ ترقی عطا فرمائے۔ (آمین)

.... xxx ....

مولانا محمد منشا تابش قصوری، مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، خطیب مریدکے، پاکستان لکھتے ہیں:

۱۹۶۲ء کی بات ہے جب راقم الحروف مرکزی دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف ضلع اوکاڑہ (پاکستان) میں پڑھ رہا تھا میرے ایک جماعتی سید عبد اللہ شاہ نے جو دیوبندی جراثیم وجراثیم سے خاصے متاثر تھے اس نے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کی ذات ستودہ صفات پر نوع بہ نوع اعتراضات کو معمول بنا رکھا تھا، ایک دن تو اس نے سوقیانہ انداز میں آپ کے حلیۂ مبارکہ کو موضوعِ سخن بناتے ہوئے چشمان مبارکہ پر ناقابل برداشت الفاظ اُگل دیئے۔ جواباً جو کچھ مجھ سے ہوسکا کیا اور اسے خاموشی کے سوا کوئی

چارہ نہ رہا۔ مگر میں نے مجدد وقت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے حلیۂ مبارکہ کی تلاش شروع کی۔

حیات اعلیٰ حضرت، ماہنامہ پاسبان کا اعلیٰ حضرت نمبر اور سوانح امام احمد رضا کی ورق گردانی کی مگر حلیۂ مبارکہ نہ پاسکا۔ تشویش بڑھی تو حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں درد و سوز سے بھرپور عریضہ ارسال کیا۔ آپ ان دنوں بریلی شریف، تشریف نہیں رکھتے تھے بلکہ پروگرام کے سلسلے میں ممبئی جاچکے تھے۔

حضرت ساجد میاں علیہ الرحمۃ نے میرا عریضہ حضرت مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پیش کیا، جو ممدوح اکابر حضرت صدر العلماء مولانا تحسین رضا خان علیہ الرحمۃ کے عظیم المرتبت والد ماجد ہیں۔ انہوں نے کمال شفقت سے نوازتے ہوئے اپنے ایک تاریخی گرامی نامہ سے سرفراز فرمادیا جس کے ذریعہ ناچیز کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا حلیۂ مبارک نصیب ہوا۔ جسے احقر نے حضرت علامہ نسیم بستوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں براؤں شریف بھیجا۔ مرحوم ان دنوں اعلیٰ حضرت پر اپنی تصنیف لطیف ''مجددِ اسلام بریلوی'' طباعت کے لئے پریس پہنچا چکے تھے، جیسے ہی میرے خط کے ساتھ حضرت علامہ مولانا حسنین رضا علیہ الرحمۃ کے سراپا کرامت قلم سے رقم فرمودہ حلیہ مبارکہ پہنچا، تو نہایت فرحت و مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے جواباً خوشخبری دی کہ اسے ''مجددِ اسلام بریلوی'' میں شامل کرلیا ہے۔

راقم السطور نے حضرت ساجد میاں علیہ الرحمۃ کی خواہش کے مدِّنظر اسے پاکستانی رسائل و جرائد میں شائع کرایا۔ مگر افسوس کہ ''حیات اعلیٰ حضرت'' کامل چہار جلد اور دیگر اس موضوع پر شائع شدہ کتابیں ''حلیۂ مبارکہ اعلیٰ حضرت'' سے تاحال محروم ہیں۔ اہل علم و قلم اور محبانِ رضا ''مجددِ اسلام بریلوی'' مطبوعہ پاک و ہند میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ حضرت طیش صدیقی نے ماہنامہ 'فیضِ رسول' میں تبصرہ کرتے ہوئے کتاب میں شامل دیگر مضامین سے صرف نظر کرتے ہوئے یوں رقم فرمایا:

''کتاب میں مولانا تابش قصوری' کا ایک خط درج ہے جس کے ذریعہ انہوں نے اعلیٰ حضرت کا حلیۂ مبارکہ پیش کیا ہے اس کا کتاب میں شامل کیا جانا نہایت ضروری تھا۔ اس نے کتاب کے وزن و وقار میں بڑا اضافہ کیا ہے۔''

ان طویل تمہیدی کلمات کا درج کرنا اس لئے ضروری سمجھا کہ مجھے پیکر تحسین و تبریک صدر العلماء احد الاصفیاء عاشق حبیب کبریا، مجسمۂ اوصاف رضا حضرت علامہ مولانا الحاج تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ سے ان کے والد ماجد کے مکتوب گرامی کے توسل سے قریب کی نسبت حاصل ہے۔ (فللہ الحمد)

حضرت صدر العلماء علیہ الرحمۃ نے جن بلند مرتبت اکابر اساتذۂ کرام سے علوم و فنونِ علمیہ و روحانیہ کی بے پایاں دولت سمیٹی ہے، بلاشبہ وہ اپنے وقت کی عظیم ترین ہستیاں تھیں، انہوں نے اپنی نگاہِ کیمیا اثر سے نہ جانے کیسے کیسے عالم، فاضل، محقق، مدقق، مدرس، مبلغ، مناظر، محدّث اور مفسر بنانے کے ساتھ ساتھ منصب ولائت پر بھی فائز کیا۔ جن میں سب سے عدیم المثال حضرت صدر العلماء مولانا تحسین رضا خان علیہ الرحمۃ کی ذات بابرکات تھی۔

آپ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی ولادت باسعادت (۱۸۵۶ء/۱۲۷۲ھ) سے تقریباً ۷۶ سال بعد اس دنیائے رنگ و بو میں جلوہ افروز ہوئے اور ان کے وصال مبارک (۱۹۲۱ء/۱۳۴۰ھ) سے اتنے ہی سال بعد جامِ شہادت نوش فرما کر ان کے قرب میں جا پہنچے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ

یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ۔

''اور جو (ایماندار) اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کے لئے گھر سے نکلا پھر اسے موت نے آلیا، تو بیشک اس کا اجر اللہ (کے ذمہ کرم) پر ہے۔''

اس دور میں یقیناً درج شدہ آیت کریمہ کے مصداق حضرت صدر العلماء علامہ مولانا تحسین رضا علیہ الرحمۃ ایسی عالی مرتبت شخصیت ہیں جنہوں نے اپنے تبلیغی دورے میں گھر سے دور اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی رضا وخوشنودی کو محفوظ کرتے ہوئے شہادت کی دولتِ عظمیٰ حاصل کی اور حیاتِ ابدی سے سرفراز ہوگئے۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے کبھی نہیں مرتے۔ وہ تو صرف نقل مکانی کرتے ہیں۔ دارِ فنا سے مقام بقا میں ڈیرے جماتے ہیں۔ حضرت صدر العلماء علیہ الرحمۃ نے بھی فنا سے بقا کی طرف روانہ ہوتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرمایا اور دائمی زندگی کو گلے لگا کر محفل رضا جو عالم ارواح میں برپا ہے اُسے جا سجایا ہے۔

کون کہتا ہے کہ مومن مرگئے
قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

.... xxx ....

پروفیسر سلیم اللہ جندران، سینئر ہیڈ ماسٹر، گورنمنٹ ہائی اسکول دھنی کلاں، تحصیل پھالیہ، منڈی بہاؤالدین لکھتے ہیں:

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی (پاکستان) کی طرف سے صدر العلماء علامہ مولانا تحسین رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے حادثہ میں انتقال کی المناک خبر موصول ہوئی نیز ادارہ کے توسّل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرحوم ومغفور جلیل القدر علمی شخصیت تھے جن کے شاگردانِ عزیز کی تعداد بھی سینکڑوں پر محیط ہے ان میں سے بیشتر اعلیٰ علمی وتحقیقی منصب پر فائز ہیں۔

ادارہ منظر اسلام اور مظہر اسلام میں موصوف کی دینی خدمات خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔ ایسے جلیل القدر عالمِ دین کا انتقال ملّتِ اسلامیہ کیلئے سانحۂ ارتحال سے کم نہیں۔ بہر حال ان کی لازوال اسلامی خدمات یقیناً ان کے لئے صدقۂ جاریہ ثابت ہوں گی۔ موصوف کا زہد وتقوٰی، علم وحلم، ایثار وخلوص ان کی شخصیت کا خاصہ تھے۔ بالخصوص صدر العلماء زندگی بھر تعلیم میں مقصدیت کے قائل رہے۔ تعلیم میں مقصدیت کا فروغ ان کے فلسفۂ تعلیم کا نمایاں پہلو تھا۔ موصوف زندگی بھر، تادمِ مرگ قرآن، حدیث، فقہ کی تدریس واشاعت میں کمال یکسوئی سے شب وروز معروف رہے۔ ہزاروں دلوں کو نورِ اسلام اور محبتِ رسول ﷺ کے جذبہ سے سرشار فرمایا۔ آج اسلام اور اس کے پیروکاران جن مشکلات سے دوچار ہیں ایسے میں صدر العلماء جیسی ہستیوں کے وجودِ مسعود کی اشد ضرورت تھی۔ بہر حال انا للہ وانا الیہ راجعون کے مصداق اللہ تعالیٰ سے مؤدبانہ التجا ہے کہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہو اور مرحوم ومغفور کے نیک اسلامی مشن پر کاربند رہنے کے لئے استقامت عطا ہو!

ایسے میں تعلیمی، تحقیقی اور اشاعتی اداروں اور میڈیا کے نمائندگان سے تقاضا کیا جاتا ہے کہ:

۱۔ صدر العلماء کی عظیم دینی خدمات پر فورمز، سیمینارز، کانفرنسز کا انعقاد کیا جائے اور ان کی خدمات کو شایانِ شان انداز میں خراجِ تحسین پیش کیا جائے۔

۲۔ اخبارات، رسائل وجرائد میں صدر العلماء کی خدمات پر مبنی مضامین ومقالات آپ کے فیض یافتگان مؤثر انداز میں تیار کر کے بھجوائیں اور شائع کروائیں۔

۳۔ جامعات وکلیات میں ایم-اے/ایم۔ فل کی سطح پر آپ کی ''دینی خدمات اور ان کے اثرات'' کے موضوع پر مقالات تحریر کروائے جائیں۔

۴۔ الیکٹرونک میڈیا (نجی وسرکاری) سے خصوصی فیچر پروگرام شائع

کروائے جائیں۔

۵﴾صدر العلماء کے تعزیتی ریفرنسز کے موقع پر آپ کی جامع سوانح عمری مرتب کر کے تقسیم کی جائے اور نوجوان نسل کو اپنے اسلاف کے شاندار کارناموں سے روشناس کراتے ہوئے موجودہ نسل کے جذبۂ عمل کو بیدار کیا جائے۔ عہد در عہد، نسل در نسل، یادگار اور نمایاں کارناموں کی ترسیل سے ہی تاریخ زندہ رہتی ہے اس فریضہ کی ادائیگی نہایت مستحسن امر ہے اسے جاری رہنا چاہیے!

دعوتِ اسلامی کے شعبۂ نشر و اشاعت کے نگران مفتی محمد عقیل العطاری المدنی کی جانب سے تعزیت نامہ موصول ہوا کہ

آہ، امامِ اہلسنّت، مجددِ دین وملت، پروانۂ شمعِ رسالت، حضرتِ علاّمہ مولٰینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن کے خانوادے کے چشم وچراغ حضرت علاّمہ مولٰینا مفتی محمد تحسین رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن ۱۹ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ بمطابق 4 اگست 200۷ء کو حادثے میں رحلت فرما گئے۔ اللہ عزوجل حضرت مرحوم کو غریقِ رحمت کرے، بے حساب مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل اور صبرِ جمیل پر اجرِ جزیل مرحمت فرمائے۔ امین بجاہِ النّبی الامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم۔

جب شیخ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے عرب امارات سے بذریعہ فون حضرت علاّمہ مولٰینا مفتی محمد تحسین رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے شہزادۂ گرامی علامہ مولٰینا محمد حسان رضا خان اطال اللہ عمرہٗ سے بغرضِ تعزیت رابطہ کیا تو دیگر گفتگو کے ساتھ ساتھ شہزادۂ گرامی مدظلہ العالی نے ایصالِ ثواب کی بھی استدعا کی۔ چنانچہ امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ نے پاکستان میں دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رکن اور پاکستان انتظامی کابینہ کے نگران صاحب مدظلہ العالی کے ذریعے اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کو بالعموم اور جامعات المدینہ و مدارس المدینہ کے طلبہ وطالبات کو بالخصوص ایصالِ ثواب کی تاکید کی۔ الحمدُ للہ عزَّ وجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، دعوتِ اسلامی کے زیرِ انتظام پاکستان میں 400 سے زائد مدارس بنام ''مدرسۃ المدینہ'' چل رہے ہیں۔ جن میں تادمِ تحریر پاکستان میں کم وبیش 42000 مدنی منّے اور مدنی مُنّیاں قرآنِ کریم حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم حاصل کر رہے ہیں نیز 109 جامعات بنام ''جامعۃ المدینہ'' بھی قائم ہیں جن میں کثیر تعداد میں اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں درسِ نظامی کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ جامعات المدینہ کے طلبہ وطالبات اور دیگر اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کی طرف سے مفتی محمد تحسین رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے لئے کثیر ایصالِ ثواب کیا گیا، جس کی تفصیل یہ ہے:

قرآن پاک:	14,081
پارے:	19,932
سورۂ یٰسین:	1,72,626
سورۂ رحمٰن:	222
سورۂ ملک:	30,427
سورۂ فاتحہ:	77,687
سورۂ اخلاص:	1,34,789
متفرق سورتیں:	6,25,10,692
آیت الکرسی:	72,591
آیتِ کریمہ:	1,51,69,934
کلمہ شریف:	2,36,27,983
درود پاک:	6,59,05,335

اور تقریباً 650 اسلامی بھائیوں نے مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایصالِ ثواب کے لئے تین دن کے مدنی قافلے میں سفر کرنے کی بھی نیت کی۔ (تقبل اللہ ذٰلک)

آہ! علم وعرفاں کا ایک اور روشن چراغ گل ہوگیا

پیشکش: دعوتِ اسلامی

آہ اہلسنت و جماعت کو ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ کو ایک اور بڑے صدمے سے دوچار ہونا پڑا کہ محسن اہلسنت حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہوگیا اِنّا للہ وانا الیہ راجعون اس بڑے صدمے پر شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی مدظلہ العالی نے فون پر اور مکتوب کے ذریعے بھی حضرت کے صاحبزادہ پروفیسر ڈاکٹر مولانا ممتاز احمد سدیدی صاحب سے فون پر تعزیت کی جبکہ اراکین شوریٰ اور مجلس جامعات المدینہ کے نگران نے بھی آپ کے صاحبزادگان سے فون پر تعزیت کی اور الحمدُ للہ عَزَّ وَجَلَّ تبلیغِ قران وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، دعوتِ اسلامی کے زیرِ انتظام پاکستان میں [illegible] سے زائد مدارس بنام ''مدرسۃ المدینہ'' چل رہے ہیں۔ جن میں تادمِ تحریر پاکستان میں کم وبیش 42000 مَدَنی مُنّے اور مَدَنی مُنّیاں قرانِ کریم حِفظ و ناظِرہ کی مفت تعلیم حاصل کر رہے ہیں نیز 109 جامعات بنامِ ''جامعۃ المدینہ'' بھی قائم ہیں جن میں کثیر تعداد میں اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں درسِ نظامی کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ جامعات المدینہ اور مدارس المدینہ کے طلبہ وطالبات اور دیگر اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کی طرف سے حضرت قبلہ شرف ملت کے لئے کثیر ایصالِ ثواب کیا گیا، جس کی تفصیل یہ ہے:

قرآنِ پاک	84708- چوراسی ہزار سات سو آٹھ
یٰسین شریف	19919- انیس ہزار نو سو انیس
درودِ پاک:	63844008- چھ کروڑ اڑتیس لاکھ چوالیس ہزار آٹھ
کلمہ شریف	1576577- پندرہ لاکھ چھہتر ہزار پانچ سو ستتر
سورۂ ملک	25500- پچیس ہزار پانچ سو
سورۂ رحمٰن	3126- تین ہزار ایک سو چھبیس
سورۂ مزمل	15521- پندرہ ہزار پانچ سو اکیس
مختلف پارے	19326- انیس ہزار تین سو چھبیس
مختلف سورتیں	304050- تین لاکھ چار ہزار پچاس
وظائف	596652- پانچ لاکھ چھیانوے ہزار چھ سو باون

تعزیتی مکتوبِ امیرِ اہلسنت مدظلہ العالی

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم سگِ مدینہ محمد الیاس عطار قادری رضوی عُفی عنہ کی جانب سے لواحقین وشہزادگانِ حضرتِ شرف ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں گنبدِ خضرا کو چومتا ہوا، گردِ کعبۂ مشرّفہ گھومتا ہوا مَدَنی مٹھاس سے تر بتر مُشکبار سلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ رب العلمین علی کل حال

عرش پر دھومیں مچیں وہ مؤمنِ صالح مِلا

فرش سے ماتم اُٹھا وہ طیّب وطاہر گیا

افسوس صد افسوس! علم وعرفاں کا ایک روشن چراغ گُل ہوگیا آہ! سرمایۂ اُمت، محسنِ اہلسنّت، رہبرِ شریعت، شرفِ ملّت استاذ العلماء حضرت علامہ مولٰنا عبد الحکیم شرف قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ کو رحلت فرما گئے۔ اللہُ ربُّ العزت تبارکَ وَتعالیٰ حضرتِ علاّمہ شرفِ ملّت کی دینی وملی، تحریری وتقریری خدمات کو شرفِ قبولیت بخشے، اللہ عزوجل حضرت کو غریقِ رحمت فرمائے، حضرت کی تربتِ اطہر پر رحمت ورضوان کے پھول برسائے۔ حضرت کے مرقدِ انور اور مدینے کے تاجور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضۂ مُنوّر کے درمیان جتنے پردے حائل ہیں سب اُٹھا کر حضرت کو رحمۃ للعٰلمین، شفیع المذنبین، راحت العاشقین، سراج السالکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حسین جلووں میں گُما دے۔ اللہ عزوجل حضرتِ شرف

ملّت کی بے حساب مغفرت فرما کر انہیں جنّت الفردوس میں اپنے مَدَنی محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم کا پڑوس عنایت فرمائے۔ اور حضرت کے جملہ لواحقین، شہزادگان، مُریدین، محبین، مُعتقدین اور تلامذہ کو صبرِ جمیل اور صبرِ جمیل پر اجرِ جزیل مرحمت فرمائے۔ اللہ عزوجل حضرت شرفِ ملّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جملہ اہلِ خانہ، مُریدین، مُتوسلین، محبین، تلامذہ اور مُعتقدین کو یہ صدمۂ جانکاہ برداشت کرنے کی ہمّت عطا فرمائے کاش! سب کو نمازوں کی پابندی نصیب ہو اور ہمارا بچّہ بچّہ سنّتوں کا پیکر بن جائے۔ ہر دل میں شمعِ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فُرُوزاں ہو جائے۔ خُصوصاً حضرت کے جملہ متعلقین آسمانِ علم وفضل کے درخشندہ ستارے بن کر چمکیں اور ایک عالَم ان سے فیضاب ہو اور حضرت صاحب کیلئے خوب خوب بلندیٔ درجات کا سامان ہو۔ امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

واسطہ پیارے کا مولیٰ جو کوئی سُنّی مرے
تیرے شاہد یوں نہ فرمائیں کہ وہ فاجر گیا
(حدائق بخشش شریف)

آہ! صد ہزار آہ! سگِ مدینہ عفی عنہ اپنے آپ کو نیکیوں سے بہت زیادہ دُور اور اپنے نامۂ اعمال کو بدکاریوں سے بھرپور پاتا ہے۔ مگر رحمتِ خداوندی عزوجل سے مایوس بھی نہیں۔ یقیناً قطعاً ربِّ حضورِ پُرنور عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس بات پر قادر ضرور ہے کہ وہ سگِ مدینہ عفی عنہ کے جُملہ گناہ وقُصُور کو نیکیوں سے بدل دے لہٰذا خدائے حمید و مجید عزوجل سے یہی اُمّید ہے کہ وہ مجھ پاپی وبدکار سخت گنہگار کے گناہوں کو محض اپنے فضل وکرم سے نیکیوں سے بدل دے گا۔ ان شآء اللہ عزوجل ایسا ہی ہوگا۔ اسی اُمّید پر میں اپنی زندگی کے تمام تر اعمال محبوبِ ربِّ ذوالجلال عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہِ بے مثال میں نذر کر کے حضرت شرفِ ملّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نذر کرتا ہوں۔

حضرت شرفِ ملّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دنیائے فانی سے عالَمِ جاودانی کی طرف انتقال فقط اہل وعیال ہی کیلئے باعثِ حُزن وملال نہیں، تمام احبابِ اہلسنّت کیلئے یہ ایک عظیم سانحہ ہے۔ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے: ''مَوْتُ الْعالِم موتُ العالَم'' یعنی عالِم کی موت عالَم کی موت ہے۔ عالِم کی بھی کیا خوب شان ہوتی ہے! مشہور محدّث حضرت سیّدنا ابنِ شہاب زُہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمانِ رفیع الشان ہے: ''ہم نے علمائے کرام رحمہم اللہ السلام سے سنا ہے کہ اِتِّباعِ سنّت میں نَجات ہے، علم نہایت ہی تیزی کے ساتھ سَلب ہو جاتا ہے، علمائے حق کا وُجُودِ مسعود سببِ استحکامِ دین ودنیا ہے اور علم کی تباہی دین ودنیا کی تباہی ہے۔''

یقیناً عالِمِ دین ہی کی برکتوں، کوششوں، علمی کاوشوں اور مساعیٔ تبلیغ سے گلزارِ اسلام کی بہاریں ہیں۔ علمائے حق ہی کی بدولت گلشنِ اسلام ہرا بھرا الہلہا رہا ہے۔ اگر علماء ہی معدوم ہو جائیں تو کفار کو اسلام کی دعوت کون دے گا؟ کفار کی طرف سے اٹھائے جانے والے اعتراضات کے مُسکِت جوابات کیسے دیئے جاسکیں گے؟ عامۃ المسلمین کو ارکانِ اسلام کی تعلیم دینے کی ترکیب کیسے بنے گی؟ انہیں قرآن وحدیث کے رُمُوز سے کون آشنا کرے گا؟ مدینے کے تاجدار، رسولوں کے سالار، نبیوں کے سردار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، جنابِ احمدِ مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم علماء کی شان عظمت نشان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، ''عالِم کیلئے آسمان وزمین کی تمام مخلوق حتّٰی کہ سَمُندر کی مچھلیاں بھی دعائے مغفرت کرتی ہیں، عالِم کو عابد پر وُہی فضیلت حاصل ہے جو چودھویں کے چاند کو تمام ستاروں پر، عُلماء انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارِث ہیں، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے دِرہم ودینار کا وارِث نہیں بنایا انہوں نے صرف علم کو میراث میں چھوڑا ہے جس نے علم حاصل کر لیا اس نے پورا حصہ پالیا۔ (جامع الترمذی ج ۴ ص ۳۱۲ حدیث ۲۶۹۱ دارالفکر بیروت)

مجھ گنہگاروں کے سردار کو دعائے مغفرتِ بے حساب سے نوازتے رہنے کی مَدَنی التجاء ہے۔ خصوصاً آپ کی اپنی تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' کی ترقی کیلئے دعا بھی فرماتے رہئے۔ اور حسبِ توفیق اس کی دینی مساعی میں حصّہ بھی لیتے رہئے۔

مجھ کو اے عطار سُنّی عالموں سے پیار ہے
ان شاء اللہ دو جہاں میں اپنا بیڑا پار ہے

امام احمد رضا اور علمِ کلام

مفتی آلِ مصطفیٰ مصباحی *

اربابِ علم و دانش اور اصحابِ فکر و نظر نے میدانِ علم و فن میں امام احمد رضا قدس سرہ کی دقتِ نظر، وسعتِ خیال اور بلندیٔ تحقیق کو ہر زاویۂ نظر سے پرکھا۔ ہر فن کے ماہرین نے ان کے علمی افادات اور فنی تحقیقات و تدقیقات کا تنقیدی جائزہ لیا۔ بالآخر اس حقیقت کا سب کو اعتراف کرنا پڑا۔ ع

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

امام احمد رضا نہ صرف علومِ اسلامیہ میں گہری بصیرت رکھتے تھے بلکہ ان علوم و فنون میں بھی انہیں کامل مہارت حاصل تھی جن کا براہ راست اسلامی علوم سے تعلق نہیں۔ جنہیں علمِ آلی بھی کہہ سکتے ہیں اور اسلامی علوم میں تو ان کی معلومات غیر معمولی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جب کسی مسئلے پر بحث و گفتگو فرماتے ہیں تو اس کے تمام نکات و مضمرات کا بھرپور جائزہ پیش فرماتے ہیں۔ ان کی تنقیدات کو پڑھئے تو ایک بہت بڑے نقاد کی حیثیت سے نظر آئیں گے۔ ان کے فقہی کارناموں کا جائزہ لیجئے تو اس زمانے میں فقہ حنفی اور اس کے کلیات و جزئیات کی معلومات اور ان پر دسترس و مہارت کے اعتبار سے ان کی نظیر نہیں ملے گی۔ ان کے مناظرانہ و متکلمانہ انداز بحث و گفتگو کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایک عدیم المثال متکلم و مناظر ہیں۔ علم کلام میں امام احمد رضا قدس سرہ کے افادات و ابحاث کو نظر بصیرت سے مطالعہ کرنے والا یقیناً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ اس خشک اور سنگلاخ میدان میں بھی انہوں نے گل سرسبد اُگائے ہیں جن کی خوشبو سے اس فن کے قارئین کی مشامِ جان معطر ہو جائے۔

راقم الحروف علم کلام میں امام احمد رضا قدس سرہ کے بعض ابحاث و افادات کو اربابِ علم و فن اور اصحابِ فضل و کمال کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ اس مشکل کام کے لئے جس دقتِ نظری اور وقت کی ضرورت ہے وہ مجھے حاصل نہیں۔ تاہم جو کچھ ضبطِ تحریر کیا جا رہا ہے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ اہلِ علم کے لئے باعثِ سرور ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی صفت کلام:

اللہ عزوجل کی صفت کلام کے ذیل میں قرآن کریم کے غیر مخلوق یا مخلوق ہونے کا مسئلہ کلیدی مانا جاتا ہے، مجتہد مطلق حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خلقِ قرآن کا فتنہ کھڑا ہوا۔ آپ نے اس فتنہ کو دبانے کی ہر ممکن کوشش فرمائی اور قرآن کریم کے غیر مخلوق ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔ جب کہ خلیفۂ وقت اور اس کی ہاں میں ہاں بھرنے والے قرآن کو مخلوق گردانتے تھے۔ جس کا لازمی نتیجہ مخلوق سے متعلق صفات سے قرآن حکیم کو متصف قرار دینا تھا۔ خلیفہ مامون الرشید نے حضرت امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صادر کیے ہوئے فتوے کی مخالفت اتنی شدومد سے کی کہ انہیں فتویٰ واپس لینے پر مجبور کیا گیا۔ اور فتویٰ واپس نہ لینے کی پاداش میں حضرت امام پر کوڑے برسائے گئے اور دیگر اہل علم کو بھی قرآن کے غیر مخلوق کہنے پر سختیاں جھیلنی پڑیں۔ بلکہ جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے شرح الصدور میں امام ذہبی کے حوالے سے بیان فرمایا کہ احمد بن نصر خزاعی جو فن حدیث کے امام گزرے ہیں ان کو خلیفہ واثق باللہ نے خلقِ قرآن کا قول کرنے پر مجبور کیا۔ اور جب آپ نے انکار کیا تو بڑی بے دردی سے آپ سولی پر لٹکا دیئے گئے لیکن ان تمام ناگفتہ بہ حالات کے باوجود حق اپنے آب و تاب اور کرّ و فر کے ساتھ غالب رہا۔

معتزلہ جیسے گمراہ فرقہ کے غلط عقائد و افکار کی وجہ سے متکلمین نے اس مسئلہ کو کلیدی مسئلہ قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علم کلام کی تمام کتابوں میں یہ مسئلہ قدرے بسط و تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور بطور

* جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، مئو یوپی

نتیجہ جلی حرفوں میں واضح کردیا گیا ہے کہ ''القرآن کلام اللہ غیر مخلوق '' قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام اور غیر مخلوق ہے، قرآن کریم کے کلام الٰہی اور غیر مخلوق کے ثبوت کے لیے چند امور کی تنقیح ہوجانا ضروری ہے تاکہ مسئلہ کی وضاحت میں کافی مدد مل سکے مثلاً

(۱) اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو کلام فرمایا اس کی نوعیت کیا ہے؟

(۲) حضرت جبرئیل جو کلام الٰہی لے کر آئے اس کلام کی حقیقت کیا ہے؟

(۳) مصاحف میں لکھا ہوا اور پڑھا جانے والا قرآن کیا اللہ عزوجل کی صفت اور قدیم ہے؟

اس طرح کے نکات پر روشنی ڈالنے اور مسئلہ کی تشفی بخش تفہیم کے لئے متکلمین ومتقدمین نے کلام کی دو قسمیں نکالیں ہیں: (۱) کلام نفسی (۲) کلام لفظی۔ مسئلہ دائرہ میں پڑنے والے بعض اعتراضات کے دفاع اور مسئلہ کی وضاحت کے لئے متکلمین متاخرین نے نفسی اور لفظی میں قدیم وحادث کی اصطلاح وضع کی۔ اس طرح یہ مسئلہ پھیلتا گیا اور عقول متوسطہ والوں کے لئے الجھن کا باعث بن گیا۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی خداداد صلاحیت سے جہاں گوناگوں علوم وفنون کے لاینحل مسائل کا حل پیش فرمادیا وہیں علم کلام کے پیچیدہ مسائل کی بھی ایسی عقدہ کشائی فرمائی کہ آدمی خوشی سے جھومنے لگتا ہے، آنکھیں سرور کے نیر بہاتی ہیں اور دل اُن کی خداداد عظمت وصلاحیت کا بار بار اعتراف کرنے لگتا ہے اور یہ شعر زبان پر لائے بغیر نہیں رہا جاتا۔

لیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

اس وقت راقم کے پیش نظر مجدد اعظم کا رسالہ ''انوار المنان فی توحید القرآن'' ہے جو ۱۳۳۰ھ میں تصنیف کیا گیا ہے، یہ رسالہ عربی زبان میں ہے ہم یہاں بقدرِ ضرورت بعض مباحث کی تلخیص پیش کررہے ہیں:

علمائے کرام نے وجود شئی کے چار مراتب قرار دیئے ہیں۔

(۱) وجود فی الاعیان (خارج میں پایا جانے والا وجود) (۲) وجود فی الاذھان (ذہن میں پایا جانے والا وجود) جیسے زید کی اس صورت کا حاصل ہونا جو ذہن میں ذات زید کے ملاحظہ کا ذریعہ ہو (۳) وجود فی العبارۃ (عبارت میں وجود) جیسے اپنی زبان سے کہے ''زید'' (۴) وجود فی الکتابت (کتابت میں وجود) جیسے لفظ ''زید'' جب لکھا جائے۔

''ہمارے ائمۂ اسلاف کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ چاروں قسمیں قرآن عظیم کے وجود پر حقیقتاً صادق آتی ہیں۔ تو وہ قرآن جو اللہ عزوجل کی صفت قدیم ہے اور ذات باری کے ساتھ ازلاً وابداً قائم ہے اور جو نہ عین ذات ہے نہ غیر ذات، نہ خالق نہ مخلوق، وہ بعینہٖ وہی ہے جو ہماری زبانوں سے پڑھا جاتا اور ہمارے کانوں سے سنا جاتا، ہماری سطروں میں لکھا جاتا، اور ہمارے سینوں میں محفوظ رکھا جاتا ہے ایسا نہیں کہ وہ قرآن کے علاوہ کوئی دوسری چیز ہے، جو قرآن پر دال ہے بلکہ یہ سب قرآن کریم کے تجلیات ہیں اور قرآن حقیقتاً ان میں متجلی ہے۔ نہ وہ ذات باری سے منفصل نہ محدثات میں سے کسی حادث سے متصل تو اس کی ذات میں قرآن کو حلول ماننا باطل کسی بھی طرح کے حدوث کا اس کے دامنِ قدم تک پہنچنا ناممکن۔''

(۱) مجدد اعظم امام احمد رضا نے چند روایات کو سامنے رکھ کر اس مسئلہ کی بڑی عمدہ وضاحت فرمائی ہے۔ چنانچہ ابن اسحاق، ابونعیم اور بیہقی کے حوالے سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت بیان فرمائی: ''حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ابوجہل نے سانڈ کی صورت میں دیکھا کہ وہ اس پر حملہ آور ہے اور ان کے بڑے بڑے چنگل ہیں، ابوجہل نے ایسی ڈراونی شکل کبھی نہ دیکھی تھی۔ دشمن خدا (ابوجہل) یہ دیکھ کر اپنی ایڑیوں کے بل گر پڑا۔''

مجدد گرامی فرماتے ہیں:

''تو کیا کسی کیلئے یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ وہ جبرئیل نہ تھے

بلکہ جبرئیل پر دلالت کرنے والی کوئی دوسری شئی تھی۔ خدا کی پناہ! وہ تو یقینی طور پر جبرئیل ہی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ذاک جبرئیل لو دنانی لاخذته''۔ ''یہ جبرئیل تھے اگر وہ مجھ سے قریب ہوتے تو میں ضرور ان کو اپنے ہاتھوں میں لے لیتا''...... حالانکہ یقینی طور پر ہمیں معلوم ہے کہ حضرت جبرئیل کی حسین وجمیل صورت سانڈ اونٹ جیسی نہیں بلکہ ان کے تو چھ سو خوبصورت پَر ہیں جو افق کو گھیرے ہوئے ہیں۔'' (انوار المنان، مترجماً و ملخصاً)

(۲) صحابۂ کرام نے اپنے سفر بنی قریظہ میں دحیہ بن خلیفہ کو سفید خچر پر سوار ہو کر اپنی جانب متوجہ پایا تو اس کی اطلاع نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو دی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ذاک جبرئیل بعث الی بنی قریظة یزلزل بهم حصونهم ویقذف الرعب فی قلوبهم''۔ ''یہ جبرئیل ہیں جنہیں بنی قریظہ کی طرف اس لئے بھیجا گیا ہے کہ ان کی عمارتوں میں زلزلے پیدا کر دیں اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیں۔''

(۳) حدیث جبرئیل میں ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان، اسلام، احسان، قیامت اور اس کی نشانیوں کے بارے میں سوال کیا، صحابہ میں کوئی اس آنے والے شخص کو پہچانتا نہ تھا نہ اس پر آثار سفر ظاہر تھے۔ سخت سفید کپڑوں میں ملبوس، بال خوب کالے تھے۔ حضور ﷺ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''انه جبرئیل اتاکم یعلمکم دینکم'' ''یہ جبرئیل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لئے آئے تھے۔''

(۴) نسائی و طبرانی کی روایت میں یہ صراحت ہے کہ حضرت جبرئیل متعدد بار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دحیہ کلبی کی صورت میں حاضر ہوئے۔ نسائی شریف میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے ہے: ''کان جبرئیل یاتی النبی صلی الله علیه وسلم فی صورة دحی الکلبی'' اور طبرانی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں ''کان جبرئیل یاتینی علی صورة دحی الکلبی''

ان سب روایتوں کا حاصل یہی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مختلف شکلوں میں متشکل ہوتے ہیں لیکن کیا کوئی مسلمان یہ کہ سکتا ہے کہ ان کے دحیہ کلبی کی صورت میں ہونے یا اونٹ کی صورت میں ہونے یا آدمی کی صورت میں ہونے سے ان کی حقیقت بدل گئی؟ وہ شئی آخر ہو گئے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان تمام صورتوں اور شکلوں میں بھی حقیقت نفس الامر میں وہ جبرئیل امین ہی ہیں۔ اور یہ بھی یقین سے معلوم ہے کہ جبرئیل نہ اعرابی ہیں نہ کلبی، تو لامحالہ یہ مختلف صورتیں جبرئیل امین کی تجلیات ہیں جن کے تعدد سے جبرئیل امین متعدد نہیں ہو گئے یوں ہی یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ یہ جبرئیل پر دلالت کرنے والی دوسری اشیا ہیں۔

اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (سورۂ اعراف: ۲۰۴)

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم ہو۔''

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ (سورۂ مزمل: ۲۰)

''اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا۔''

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ (سورۂ بروج: ۲۱ تا ۲۰)

''بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے لوح محفوظ میں ہے''

ان آیات کریمہ میں قرآن ہی کو مقرو (پڑھا جانے والا) کہا گیا، قرآن ہی کو مسموع (سنا جانے والا) کہا گیا، اسی کو محفوظ (حفاظت میں رکھا ہوا) بتایا گیا، اسی کو مکتوب (لکھا ہوا) قرار دیا گیا۔ اور اسی کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ یہی قرآن ہے، یہی

کلامِ رحمٰن ہے۔

امام الائمہ حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''فقہ اکبر'' میں فرمایا:

القران فی المصاحف مکتوب وفی القلوب محفوظ وعلی الالسن مقروٓ وعلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم منزل. ولفظنا بالقران مخلوق وکتابتنا له وقرائتنا له مخلوق والقران غیر مخلوق

''قرآن مصاحف میں لکھا ہوا ہے، دلوں میں محفوظ ہے۔ زبانوں سے پڑھا جاتا ہے اور قرآن نبی کریم ﷺ پر نازل کیا گیا اور قرآن کی تعبیر میں ہمارے الفاظ مخلوق ہیں، ہمارا لکھنا اور پڑھنا مخلوق ہے اور قرآن تو غیر مخلوق ہے۔''

اسی طرح عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی حنفی، امام اجل عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی شافعی، امام السنہ ابو منصور ماتریدی اور امام ابو الحسن اشعری نے تصریح کی ہے۔ پھر امام احمد رضا قدس سرہ نے اس بحث کا جو حاصل وخلاصہ پیش فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ:

یہاں تین چیزیں ہیں (۱) اللہ عزوجل کا کلام قدیم ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے نہ اس کا عین ہے نہ اس کا غیر۔ اور اسی کلامِ قدیم سے وہ ازلاً وابداً متکلم ہے اگر کوئی ہم سے اس صفت کلام کی کیفیت پوچھے تو ہم جواب میں یہی کہیں گے کہ ہمیں اس کی کیفیت کا علم نہیں اور اس سے زیادہ ہم کچھ نہ کہیں گے اور اس کے علاوہ ہم کوئی مراد نہیں لیتے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کی مخالفت معتزلہ، کرامیہ اور رافضیہ جیسے گمراہ فرقے ہی کر سکتے ہیں۔ (۲) ہماری ذات، ہماری صفات، ہمارے افعال، ہماری آواز، ہمارے حروف اور ہمارے کلمات سب حادث ہیں۔ ان میں قدامت کا شائبہ تک نہیں۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کی کوئی مخالفت نہیں کرتا سوائے چند ناواقف متاخرین حنابلہ کے۔ (۳) وہ کلام جسے ہم نے اپنی زبان سے پڑھا، اپنے کانوں سے سنا، اپنے سینوں میں محفوظ کیا، اپنی سطروں میں لکھا، وہ وہی قرآن قدیم ہے جو ہمارے رب کے ساتھ قائم ہے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

یہ وہ حقیقت ہے جس میں مجاز کا کوئی دخل نہیں، نہ اس میں تعدد ہے، نہ تنوع، نہ ہی اشتراک۔ یہی ہمارے ائمہ سلف صالحین کا مذہب ہے، اس کی مخالفت متاخرین متکلمین کے سوا کسی نے نہ کی۔ ان لوگوں نے معتزلہ کے کلام باری کے حدوث پر پیش کیے گئے دلائل سے بچنے کے لیے کلام کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک قدیم دوسرا حادث۔ حالانکہ اللہ عزوجل کے لیے مخلوق کی طرح کلام حادث نہیں مانا جا سکتا۔ یہ حضرات تجلی اور متجلی میں فرق نہ کر سکے۔ نہ یہ حضرات اس نکتہ پر غور فرما سکے کہ خلق قرآن کے قائل کی تکفیر عہد صحابہ وتابعین سے تواتر سے ساتھ چلی آرہی ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے ملفوظات میں بیان فرمایا:

''ہم تو کلام باری میں لفظی ونفسی کا تفرقہ مانتے ہی نہیں، ہمارے نزدیک دونوں ایک ہی ہیں۔ یہ متاخرین متکلمین کی غلطی ہے۔'' (الملفوظ ۴/۲۰)

قرآن کریم کے کلام الٰہی اور قدیم ہونے کا عقیدہ ونظریہ ہی حق وصحیح ہے جیسا کہ اوپر اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا۔ یہ امام احمد رضا قدس سرہٗ کے ابحاث سے ماخوذ ہے۔

اس طرح اگر اس موضوع پر ان کے ارشادات کو جمع کیا جائے تو ایک طویل مقالہ تیار ہو سکتا ہے۔ سرِ دست اتنے ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(بشکریہ سالنامہ ''یادگار رضا'' ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء)

سیدنا حجۃ الاسلام کی حیات طیبہ کے چند یادگار واقعات

اثر خامہ مولانا علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی

حجۃ الاسلام جن کے چہرۂ پُرنور میں
جگمگاتا تھا قمر اور مسکراتا تھا چمن

شہزادۂ اعلیٰ حضرت شیخ الانام سیدنا الامام حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز خلف اکبر وخلیفہ اعظم امام اہلسنت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بانی واولین سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف کی ولادت باسعادت ۱۲۹۲ھ میں ہوئی۔

آپ علوم وفنون، معقول ومنقول، احادیث وتفسیر، درس وتدریس، افتاء وتصنیف، ادب ولغت میں منفرد مقام ویدطولیٰ رکھتے تھے اور شریعت وطریقت کے جامع تھے۔ تاجدار مسند مارہرہ مطہرہ نور العارفین بدر الکاملین سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شرف بیعت وخلافت اور عظیم المرتبت والد گرامی سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے شرف تلمذ وخلافت ونیابت رکھتے تھے آپ کے خداداد علمی روحانی جاہ وجلال کا پتہ آپ کے جلیل القدر تلامذہ اور عظیم المرتبت خلفاء سیدنا حضور مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب نوری، فاضل جلیل علامہ حسنین رضا بریلوی، حضور سیدی محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار صاحب بریلوی، غازیٔ کشمیری علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رضوی بانی واولین صدر مرکزی جمیعت العلماء پاکستان، مجاہد ملت علامہ محمد حبیب الرحمن قادری دھام نگری، شیر بیشۂ اہلسنت مولانا محمد حشمت علی خان صاحب لکھنوی، شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی وغیرہم سمیت قدست اسرارہم جیسی عظیم وجلیل شخصیات سے چلتا ہے۔ حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں نے حضرت حجۃ الاسلام سے بڑھ کر عربی زبان وکلام اور حسن بیان کا ماہر کسی کو نہ دیکھا، مراد آبادی سنی کانفرنس کے خطبہ استقبالیہ میں حضرت علامہ محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے آپ کو شیخ الانام حجۃ الاسلام کے القابات سے یاد کیا اور آپ کے خطبہ کو نشان منزل ومینارہ نور بنا کر اپنا خطبہ شروع فرمایا۔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے جامعہ رضویہ مظہر اسلام یادگار رضا پاکستان کے جلسہ دستار فضیلت میں اپنی آخری بار تشریف آوری کے موقع پر فرمایا کہ اباجی حضور سیدنا حجۃ الاسلام قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے مجھے دو نعمتیں عطا فرمائیں ہیں ایک مولانا محمد سردار صاحب اور ایک مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب (قدس سرہما)۔ یادگار واقعات تو بہت ہیں جو ناقابل فراموش اور مشعل راہ ہیں لیکن اختصار کے ساتھ عرض کرتا ہوں جب آپ کے انگوٹھے کا آپریشن ہوا انگوٹھا تراشا جانے لگا تو ڈاکٹروں اور سرجن نے بہت کوشش کی نشہ آور انجکشن لگا کر آپریشن کیا جائے لیکن آپ نے نشہ آور انجکشن کسی صورت گوارا نہ فرمایا اور خندہ پیشانی سے آپریشن کی شدید اذیت وتکلیف کو برداشت کیا۔ آج کل کے بعض علماء نشہ آور انجکشن اور خون کی بوتلوں کو موت وزندگی کا نامعقول عذر بتا کر قبول کر لیتے ہیں۔ ایک بار حضور سیدنا حجۃ الاسلام درگاہ معلیٰ دار الخیر والقدس اجمیر شریف کی حاضری کو آئے ان دونوں وہاں جامعہ معینیہ عثمانیہ میں حضور صدر الصدور، صدر الشریعۃ علامہ امجد علی اعظمی رضوی صدر المدرس تھے کسی مسئلہ پر دونوں جلیل القدر اکابر اور ہر دو خلفاء اعلیٰ حضرت میں علمی تحقیقی مکالمہ ومباحثہ ہوا اپنے اپنے دلائل کے تحت گرما گرم بحث پوری قوت گویائی واستدلال سے جاری تھی حضرت سیدی محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ دونوں بزرگوں کو حسب ضرورت کتابیں نکال کر دے رہے تھے۔ دلائل کی گرما گرمی لیکن ایک دوسرے کا پورا پورا ادب واحترام بھی ہے کھانا بھی ایک ساتھ کھا رہے ہیں چائے بھی ایک ساتھ پی رہے ہیں۔ بالآخر وہ مسئلہ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی کتب میں مل گیا اور اس پر اتفاق ہو گیا اور دونوں بزرگوں نے قبول کر لیا مگر آج صورتحال مختلف ہے۔ پوتے پڑپوتے شاگرد اپنے بمنزلہ دادا پڑدادا استاذ الاساتذہ کے مقابلہ میں علم تحقیق بلند کرتے ہیں عامیانہ سوقیانہ اور جارحانہ طرز تخاطب

ہوتا ہے اور دل و دماغ میں بغض و حسد و عناد کے جراثیم بڑھتے ہی جاتے ہیں اور مسلمہ کابر معتمد علیہ بزرگوں کی متفقہ تحقیق پر اختلاف کا خاتمہ کر کے دل صاف نہیں کرتے۔ آج بھی بعض ننھے منے نومولود محققین اور تو اور خود اپنے امام ومجدد کے مقابلے میں تحقیق جدید سے خلفشار کا باعث بن رہے ہیں۔ اسی طرح ایک بار حضور سیدنا حجۃ الاسلام اور حضور سیدنا سرکار مفتی اعظم قدس سرہما ہر دو شہزادگان اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ میں کسی مسئلہ پر اختلاف ہوا حضور سیدنا مفتی اعظم علیہ الرحمۃ نے اپنے استاد محترم اور برادر اکبر کے دلائل کے جواب میں ایک کتاب لکھدی اور چھپوانا چاہتے تھے کہ حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کو پتہ چل گیا انہوں نے اپنے استاد محترم خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الشریعت علیہ الرحمۃ کو بریلی شریف بلایا فراست وبصیرت اور بڑی حکمت عملی سے سرکار سیدنا مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کو کتاب چھپوانے سے روکا اور از سر نو تحقیق ہوئی تو مسئلہ کا حل اور مؤثر جواب خود سرکار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ مبارکہ میں مل گیا اور دونوں عظیم القدر عظیم المرتبت بھائیوں کا اس پر اتفاق ہوگیا اور باہمی اختلاف ختم ہوگیا مگر آج کے محققین مسائل جدیدہ اکابر تو اکابر بلکہ امام الاکابر سیدنا امام اہلسنت مجدد دین وملت کی تحقیقات عالیہ کے مقابلہ میں ضد سے کام لیتے ہیں اور اپنی تحقیق منوانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگاتے ہیں اور جارحانہ طرز عمل اختیار کرتے اور جماعتی خلفشار کا باعث بنتے ہیں اور علمی تحقیق کا نام لے کر اپنے اکابر سے ٹکرانے کو اپنا حق سمجھتے ہیں۔

حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوقت وصال مرید ہونے، شرف بیعت حاصل کرنے کے لئے آنے والوں سے فرمایا "حامد رضا کا ہاتھ میرا ہاتھ حامد رضا کا مرید میرا مرید ہے۔" حجۃ الاسلام کی شخصیت مقدسہ میں سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے علمی روحانی جاہ وجلال کا جلوہ نظر آتا تھا۔ مشہور احراری لیڈر وخطیب عطاء اللہ بخاری نے لکھنؤ ریلوے اسٹیشن پر سیدنا امام حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کا حسین وجمیل مقدس نورانی چہرہ پاک دیکھا تو اپنے ہمراہیوں سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ ان کے رفقاء نے بتایا مولانا احمد رضا خان بریلوی کے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں ہیں۔ بخاری صاحب نے بیساختہ کہا "ہمارے طبقہ کے لوگ انہیں مشرک کہتے ہیں مگر یہ تو مشرکوں کا چہرہ نہیں ہے۔" علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ نے اپنے شیخ معظم علامہ سید محمد خلیل کاظمی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے بتایا کہ حجۃ الاسلام کا چہرۂ انور ایسا نورانی اور بے مثال حسین تھا کہ جیسے بہشت کی حور ہو۔ اور کیوں نہ ہو سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں کہا گیا ہے۔

آپ کا حامد ہے حامد سید کونین کا
یہ ہے تیری عز وشان احمد رضا خاں قادری

آقائے نعمت امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ نے لاہور میں سیدنا امام حجۃ الاسلام قدس سرہ کا دیدار کیا۔ چہرۂ انور کی تجلی پڑی، کالج کے ہونہار طالب علم کو محدث اعظم، صدر المدرسین وشیخ الحدیث بنادیا، علم وعرفان وروحانیت کا تاجدار بنادیا۔ حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ گویا زبان حال سے کہہ رہے تھے۔

آیا نظر جلوہ ترا شکر خدا حامد رضا
یاور مقدر ہوگیا صد مرحبا حامد رضا
بے مانگے سب کچھ دے دیا تجھ پر فدا حامد رضا
یہ ہے کرم بخشی تیری بحر عطا حامد رضا

لاہور کا فیصلہ کن تاریخی مناظرہ شہرۂ آفاق ہے جب دیوبندیوں کا تھانوی حکیم الامت مولوی شرفعلی شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام بریلوی علیہ الرحمۃ کے سامنے آکر مقابلہ ومناظرہ کی تاب نہ لاسکا۔

ہندوستان میں دھوم ہے کس بات کی معلوم ہے
لاہور میں دولہا بنا حامد رضا حامد رضا

۱۷ / جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ میں وصال باکمال عین نمازِ عشا پڑھتے ہوئے اس وقت ہوا جب آپ السلام علیک ایھا النبی پڑھ کر بارگاہِ رسالت میں سلام عرض کررہے تھے۔ آپ کی نمازِ جنازہ جلیل القدر اکابر علماء ومشائخ کی موجودگی میں امام اہل سنت محدث اعظم مولانا محمد سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ نے پڑھائی۔

شاہ حامد رضا پیشوائے زمن
ذکر جن کا ہے اب بھی چمن در چمن